

امارت اسلامیہ کے زعیم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

بشکریہ ماہنامہ 'شریعت' اردو ترجمان مجلہ امارت اسلامیہ افغانستان

ملا محمد عمر مجاہد اپنے والد کی وفات کے بعد پانچ سال کی عمر میں اپنے خاندان کے ساتھ قند ہار ضلع ڈنڈ سے روزگان ضلع دہراود بھیجے گئے جہاں اپنے چچاؤں مولوی محمد انور اور مولوی محمد جمعہ کی زیر سرپرستی ان کی زندگی کے ابتدائی مراحل طے ہونے لگے۔

تعلیم:

ملا محمد عمر مجاہد آٹھ سال کی عمر میں دینی علوم کے حصول کے لیے روزگان ضلع دہراود کے شہر کہنہ کے علاقے میں ابتدائی دینی علوم کے ایک مدرسے میں داخل ہوئے۔ مدرسے کے سرپرست ملا محمد عمر مجاہد کے چچا مولوی محمد جمعہ صاحب ہی تھا۔ ملا محمد عمر مجاہد نے بھی اپنی ابتدائی تعلیم انہیں سے ہی حاصل کی۔

ملا محمد عمر مجاہد کے دونوں چچاؤں اور خصوصاً مولوی محمد انور نے ان کی دینی تربیت میں خاص کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنی ابتدائی اور متوسطہ سطح کی تعلیم اسی مدرسے میں حاصل کی۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں افغانستان میں مروجہ اعلیٰ دینی علوم کے حصول کا آغاز کیا۔ مگر اعلیٰ دینی علوم کے حصول کے مرحلے پر ۱۹۷۸ء بمطابق ۱۳۵۷ ہجری شمسی کو افغانستان میں کمیونسٹوں کا اقتدار ملنے کے باعث ان کے حصول علم کا سلسلہ ادھورا رہ گیا۔

خاندان:

قبیلے کے لحاظ سے ملا محمد عمر مجاہد کا تعلق پشتون قبیلے هوتک کی شاخ تو مزی سے ہے۔ هوتک پشتون قبیلے کی ایک بڑی شاخ ہے۔ معاصر افغانستان کی تاریخ میں معروف اسلامی شخصیت حاجی میر ولس خان هوتک کے جیسے اسلام پسند، مدبر، قومی اور جہادی رہنما کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ عظیم فاتح حاجی میر ولس خان هوتک رحمہ اللہ جنہیں افغان عوام احترام سے میر ولس نیکہ کے قابلِ فخر نام سے یاد کرتے ہیں انہوں نے ۱۸۸۰ء میں افغانستان کو صوفی ظالموں سے آزادی دلائی اور افغانوں کے لیے ایک آزاد اور خود مختار اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان ہمیشہ علما اور دینی مدارس کے مدرسین رہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت، شرعی علوم کی تدریس اور مسلمانوں کی دینی اور فکری تربیت کے لیے وقف رکھی۔ اسی لیے انہیں اپنے علاقے میں بھرپور مقبولیت حاصل رہی۔ اور روحانی اعتبار سے معاشرے کی سب سے باوقار اور اجتماعی حیثیت رکھنے والی شخصیات رہیں۔ اس طرح کے علمی اور روحانی ماحول میں ملا محمد عمر کی پیدائش اور پھر علمی و فکری مرتبتیں کی مسلسل نگرانی میں ان کی نشوونما نے انہیں جہادی اور فکری لحاظ سے یہ

ہجری شمسی سال ۱۳۷۵ کے ماہ حمل کی ۱۶ویں تاریخ ہمارے مسلمان عوام کے لیے تاریخ کے اہم ترین ایام میں سے ہے۔ تقریباً دو عشرے قبل اسی روز افغانستان میں ڈیڑھ ہزار علمائے کرام، مشائخ اور جہادی رہنماؤں نے امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے ملا محمد عمر (مجاہد) کی تائید و حمایت کی۔ امیر کی حیثیت سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں امیر المؤمنین کا لقب دیا۔ یہ دن امارت اسلامیہ کے آفیشل کیلنڈر میں ایک تاریخی دن کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ گزشتہ سالوں میں بھی ثقافتی کمیشن کی جانب سے خصوصی مضامین اس دن کی مناسبت سے شائع کیے گئے۔

چونکہ بہت سے احباب خصوصاً تاریخ نگاروں اور تجزیہ کاروں کا پر زور اصرار تھا کہ امارت اسلامیہ کے زعیم کے مکمل حالات زندگی تحریری صورت میں شائع کی جائیں اس لیے ثقافتی کمیشن نے فیصلہ کیا کہ اس سال اس خصوصی دن کے موقع پر حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے مکمل حالات زندگی تحریری صورت میں شائع کیے جائیں۔ ملا محمد عمر مجاہد کی ذاتی زندگی کے احوال اور ان کی شخصیت کے حوالے سے کچھ نام نہاد تاریخ دانوں اور صحافیوں، اور کچھ حلقوں نے جھوٹی باتیں پھیلائیں اور غلط پروپیگنڈے کیے۔ ان کی غلط بیانیوں اور غلط پروپیگنڈے کی روک تھام اور صحافیوں، تجزیہ کاروں اور عام لوگوں کے سامنے ایک وضاحت کے طور پر ذیل کی سطروں میں عائد قدر امیر المؤمنین کے حالات زندگی پیش کیے جا رہے ہیں۔

پیدائش اور نسب:

ملا محمد عمر مجاہد کے والد کا نام مولوی غلام نبی، دادا کا نام مولوی محمد رسول اور پردادا کا نام مولوی باز محمد تھا۔ ہجری شمسی سال ۱۳۳۹ بمطابق ۱۹۶۰ عیسوی افغانستان، صوبہ قند ہار، ضلع خاکرین کے گاؤں چاہ ہمت کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ امیر المؤمنین کے والد مرحوم مولوی غلام نبی صاحب بھی بہنیں خاکرین میں پیدا ہوئے تھے اور اسی علاقے میں مختلف حلقہ ہائے دروس میں دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ اسی علاقے میں دینی علوم کی تدریس اور وعظ و نصیحت کے باعث لوگوں میں ایک علمی اور سماجی شخصیت کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ ملا محمد عمر مجاہد کی پیدائش کے دو سال بعد ان کے والد ضلع خاکرین سے قند ہار ہی کے ضلع ڈنڈو دی گاؤں منتقل ہو گئے اور آخر تک وہیں پر لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے۔ ان کا انتقال یہیں پر ہجری شمسی سال ۱۳۴۳ بمطابق ۱۹۶۵ عیسوی کو ہوا۔ ان کی تدفین قند ہار ہی میں طلبہ کے مشہور پرانے قبرستان میں کی گئی۔

اسلامی کے مشہور جہادی کمانڈر فیض اللہ اخوندزادہ کے ہمراہ روسی جارحیت پسندوں اور ان کے کمیونسٹ کھپٹیوں کے خلاف مسلح جہاد جاری رکھا۔ قندہار میں بھی بے شمار جہادی کارروائیوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ فوجی تکنیکوں میں اچھی مہارت اور شہرت کے باعث علاقائی جہادی کمانڈروں کی سطح پر جہادی تنظیموں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اور اس طرح انہیں مولوی محمد نبی محمدی کی قیادت میں حرکت انقلاب اسلامی کی تنظیم کی جانب سے انہیں مستقل گروپ اور محاذ دیا گیا جس کے آپ کمانڈر بنائے گئے۔

۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۱ء تک ملا محمد عمر مجاہد صوبہ قندہار میں ٹوڑی، میوند، پنجوائی اور ڈنڈ کے اضلاع جو سوویت فوجیوں کے مراکز سمجھے جاتے تھے، کے مضافات میں تقریباً روزانہ جہادی کارروائیاں کرتے رہے، ہر روز دشمن سے مدد بھیڑ ہوتی۔ اسی طرح صوبہ زابل ضلع شہر صفا اور مرکز قلات کے مضافاتی علاقوں میں کامل قندہار شاہراہ پر روسی جارحیت پسندوں کے خلاف قابل ذکر کارروائیاں کیں۔ جس میں آپ بذات خود شریک رہے۔ آپ کا سب سے پسندیدہ اسلحہ جسے روسی ٹینکوں کے خلاف انتہائی موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے R.P.G.7 تھا۔ جسے مجاہدین راکٹ کے نام سے جانتے تھے۔ آپ کو راکٹ کے چلانے میں انتہائی مہارت بھی حاصل ہے۔ یاد رہے قندہار خصوصاً میوند، ٹوڑی اور پنجوائی کے علاقے کمیونزم کے خلاف جہاد میں وہ علاقے تھے جن کا روسی شکست میں محوری اور مرکزی کردار تھا۔ اس علاقے میں قندہار ہرات شاہراہ پر کمیونسٹوں کے اتنے زیادہ ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوئی تھیں کہ سڑک کے دونوں کناروں پر دشمن نے مجاہدین کے حملوں سے بچنے کے لیے ان تباہ شدہ گاڑیوں اور ٹینکوں کی دیواری بنائی تھی۔ آپ نے سوویت فوجیوں کے خلاف براہ راست کارروائیوں اور جنگوں میں ۴ مرتبہ زخمی ہوئے اور آخری بار زخمی ہوئے تو داہنی آنکھ بھی شہید ہو گئی۔

ملا محمد عمر مجاہد قندہار اور پڑوسی صوبوں کی سطح پر روسی جارحیت پسندوں اور داخلی کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں ایک نمایاں کمانڈر رہے۔ جنہوں نے بہت سی جہادی کارروائیوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ذیل میں روس کے خلاف جہاد کے دوران ان کے ساتھیوں کی زبانی چند واقعات کا تذکرہ بطور مثال کریں گے۔

۱۔ صوبہ قندہار میں دشمن کی ایک نہایت اہم پوسٹ جسے ”بدوانو پوسٹ“ کہا جاتا تھا۔ اس پوسٹ کے ساتھ انتہائی حساس اور مضبوط جگہ پر دشمن نے ایک ٹینک کھڑا کیا تھا جس کی گولہ باری سے مجاہدین بہت تکلیف میں تھے۔ مجاہدین نے کئی بار کوشش کی کہ اس ٹینک کو گولے سے اڑا دیں اور مجاہدین کو اس کی شر سے نجات دلا دیں مگر بار بار کوششوں کے باوجود ایسا نہ ہو سکا۔ مجاہدین نے مدد کے لیے سنگ حصار سے ملا محمد عمر کو بلایا۔ بالآخر آپ نے اپنے آر پی جی راکٹ سے اس ٹینک کو جو ”بدوانو پوسٹ“ کے ٹینک کے نام سے مشہور تھا نشانہ بنایا۔ اس ٹینک کی تباہی اس وقت مجاہدین کی بہت بڑی کامیابی سمجھی

صلاحیت بخشی کہ افغان معاشرے کے دیگر افراد میں سے ایک مخلص مجاہد، جان پر سوز، با احساس اسلامی اور قومی شخصیت کے طور پر نمایاں ہو کر ابھرتے۔ اور اپنے جہادی اور اصلاحی کوششوں کے ذریعے اپنے معاشرے کو کرپشن، ظلم اور بے انصافی سے پاک کرتے اور اس ملک کو جو شکست و ریخت کے دہلیز پر تھا اسے بچاتے۔

ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان، بھائی اور چچا سب مجاہدین رہے ہیں۔ اور اب تک ان کی خاندان کے چار افراد شہید ہو چکے ہیں۔ افغانستان پر امریکی جارحیت کے پہلے روز ۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو آپ کے چچا ملا محمد خنی وہ پہلے شخص تھے جو امریکی جارحیت پسندوں کی بے رحمانہ بم باری میں شہید ہوئے۔

جہادی اور تحریکی زندگی:

آپ اپنی زندگی کے تیسرے عشرے میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹوں نے فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار حاصل کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ آپ کی طرح ملک کے دیگر نوجوانوں کو بھی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ کیوں کہ ملحد کمیونسٹوں کا پہلا مقابلہ پورے ملک کی سطح پر علما اور طلبہ سے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے بھی ضروری سمجھا کہ اپنی دینی تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنی شرعی ذمہ داری نبھانے کے لیے مدرسہ چھوڑ کر جہادی محاذ کا رخ کریں۔

یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنا جہادی سلسلہ روزگان ضلع دہراوود میں ’حرکت انقلاب اسلامی‘ کی تنظیم میں شروع کیا۔ اس ضلع میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ صوبہ روزگان کی سطح پر ایک معروف جہادی رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔ آپ نے اس صوبے کے مختلف حصوں میں کمیونسٹوں کے خلاف متعدد عسکری کارروائیوں میں فعال کردار ادا کیا۔ یہی وجہ تھی کہ جہاد میں شہرت اور جہادی کارروائیوں میں قابل ذکر کردار کی وجہ سے آپ مجاہدین میں اتنے مقبول اور پہچانے جانے لگے کہ ضلع دہراوود میں جب مختلف علاقوں کے مجاہدین نے دشمن کے خلاف وسیع پیمانے پر گروپ حملوں کا منصوبہ بنایا تو تمام جہادی محاذوں سے آئے مجاہدین کے عمومی گروپ کمانڈر ملا محمد عمر مجاہد ہی کو متعین کیا گیا۔ ان کارروائیوں میں بھی آپ نے بھرپور کامیابی دکھائی۔ انہی جنگوں پہلی مرتبہ زخمی ہوئے۔ آپ نے تین سال سے زیادہ عرصہ اپنے علاقے کے مجاہدین کے ساتھ روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف آمنے سامنے جنگوں میں شرکت کی۔

ملا محمد عمر کے محاذ کے ساتھی اور قائدین کہتے ہیں کہ ”ملا محمد عمر مجاہد اخوند اس وقت یعنی جہاد کے آغاز میں باوجود اس کے کم عمر تھے، مگر ہر طرح کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھتے تھے اور بہت اچھی صحت اور طاقت کے مالک تھے۔“ اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں اپنے جہادی ساتھیوں کے ساتھ جہادی سرگرمیوں کی نئی صف بندی اور تنظیم سازی کے لیے قندہار کے ضلع میوند گئے اور وہاں حرکت انقلاب

گئی۔

کے کہ ان کا محاسبہ کرتے انہیں اپنے ساتھ ملا یا اور دیگر کچھ رہنماؤں نے عوام میں لوٹ مار اور ان کو بے آبرو کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ ملکی خزانے اور مشترکہ قومی وسائل کی لوٹ مار کی۔ اس طرح پورے ملک میں خانہ جنگی، فسادات اور لوٹ مار کا ایسا دور آ گیا کہ شاید افغان عوام نے اس سے قبل اس کی مثال نہ دیکھی ہو۔ عوام کی جان، مال اور ناموس کو ہر وقت خطرات کا سامنا ہونے لگا۔ ملک کی شاہراہوں اور چھوٹی سڑکوں پر خود سر، جاہل اور رذیل صفت جنگ جوؤں نے بیریز اور پھانک بنا ڈالے۔ ہر ایک اپنی مرضی سے بے کس اور بے سہارا عوام سے نہ صرف یہ کہ پیسے لوٹا بلکہ عوام کی عزت اور ناموس کی بھی کوئی پروا نہ کرتا۔ ملک کے قومی ذخائر، مادی اور روحانی سرمائے، جہادی غنیوں حتیٰ کہ ملک کے جنگلات اور معدنی ذخائر کا ایسا لوٹ مار کیا گیا جس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔ مومن اور مجاہد عوام جنہوں نے ۱۴ سال تک جہاد کیا تھا، نہ صرف یہ کہ جہاد کے ثمرات سے محروم کیے گئے بلکہ روزانہ کی بنیاد پر ان کی زندگیاں خطرات سے دوچار ہو گئیں۔ ہنگاموں اور فتنوں کے باعث معاشرتی فساد، قتل و قتال، لوٹ مار، مظالم، وحشتیں اور مسلمانوں کی تکالیف لہجہ بڑھ رہی تھیں۔ ان حالات نے ان حقیقی مجاہدین کو جنہوں نے ملک کی آزادی اور سر بلندی کے لیے لڑائی کی تھی شدید اذیت میں ڈال رکھا تھا۔

ملا محمد عمر مجاہد جو اس وقت اپنے مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ قند ہار ضلع میوند میں رہ رہے تھے۔ دیگر مجاہدین کی طرح وہ بھی گہری نظر سے حالات کو دیکھ رہے تھے۔ حالات نے انہیں بھی بہت زیادہ متفکر کر دیا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ قند ہار ہرات شاہراہ پر قدم بقدیم پھانک بنا دیے گئے ہیں اور سارا سارا دن ملک کے مظلوم مسافر، خواتین، بوڑھے اور بچے، ان بد اخلاق اور جاہل جنگجوؤں کے ہاتھوں لوٹے جاتے ہیں، ان کی عصمت دری ہوتی ہے۔ اس دور میں قند ہار میں ظالمانہ ٹیکس کے پھانک اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ جو لوگ ہرات سے قند ہار ضلع ویش بارڈر تک سامان لے کر جاتے وہ اپنا سامان ہرات سے لا کر میوند میں اتارتے اور عام شاہراہ کی بجائے ریگستانوں کے راستے انتہائی تکلیف سے ویش بارڈر تک پہنچاتے تاکہ ان پھانکوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

ملا محمد عمر مجاہد اور ان کے مجاہد ساتھیوں کو قند ہار کے حالات بھی معلوم تھے۔ جہاں خود مسلح لوگوں نے شہر کو گلی گلی آپس میں تقسیم کیا تھا۔ بیت المال کی املاک کو ہمیشہ لوٹ کر بیچ دیا جاتا۔ حکومتی زمینوں پر ذاتی مارکیٹیں قائم کی گئیں۔ اس کے باوجود وہ آپس میں ہمیشہ لڑتے رہتے جس میں اکثر اوقات عوام نشانہ بنتے۔

اسی فساد نے جس کا کوئی خاتمہ بھی نظر نہ آتا تھا مجاہدین کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ فسادات کے خاتمے اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنی استطاعت کے مطابق ہمت سے کام سے لیں۔ مجاہدین نے آپس میں مشاورتیں اور اجلاس بلائے۔ ملا محمد عمر مجاہد اور ان کے ساتھیوں نے پہلا اجتماع قند ہار ضلع پنجوائی کے

۲۔ روس کے خلاف جہاد کے دوران میں قند ہار محلہ جات کے علاقے میں ایک مرتبہ روسیوں سے آمنے سامنے لڑائی میں ایک اور ممتاز مجاہد ملا عبید اللہ اختر رحمہ اللہ جو بعد امارت اسلامیہ کے وزیر دفاع امریکی جارحیت کے بعد امیر المومنین کے نائب رہے کے ساتھ مل کر ملا محمد عمر نے دشمن کے اتنے ٹینک اور گاڑیاں تباہ کیں کہ اگلے دن دور سے جلی ہوئی گاڑیوں اور ٹینکوں کی قطاریں دیکھ کر دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ روسیوں کی کانوائے ابھی تک وہی کھڑا ہے اور روسی ابھی گئے نہیں ہیں۔ حالانکہ کانوائے کی اکثر گاڑیاں جل کر راکھ ہو گئی تھیں اور بقیہ فوجی اور کانوائے واپس اپنے مراکز کی طرف لوٹ گئے تھے۔

۳۔ روس کے خلاف جہاد کے دوران میں قند ہار ہرات شاہراہ پر ضلع ٹرڈی میں سنگ حصار کے علاقے میں روسی ٹینک گزر رہے تھے۔ اس وقت ملا محمد عمر، ان کے ساتھی اور بعد میں امارت اسلامیہ کے نائب مقرر ہونے والے نمایاں کمانڈر ملا برادر اختر فک اللہ اسرہ ان کے ساتھ تھے۔ روسی قافلے پر حملے کے لیے ان کے پاس آر پی جی کے صرف ۴ گولے تھے۔ انہوں نے انہیں چار گولوں سے دشمن کے خلاف جنگ شروع کی اور راکٹ کے چار گولوں سے چار روسی ٹینکوں کو تباہ کر ڈالا۔

۴۔ ملا برادر اخوند جو جہادی سفروں میں ملا عمر کے قریب رہے کہتے ہیں کہ ”ملا صاحب نے اتنے زیادہ روسی ٹینک تباہ کیے ہیں کہ کثرت تعداد کی وجہ سے ساتھی اس کی صحیح گنتی نہیں کر سکتے تھے۔“

۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر نجیب کی کمیونسٹ حکومت کے خاتمے اور ملک میں تنظیمی جھگڑوں کے آغاز کے ساتھ دیگر مخلص مجاہدین سمیت ملا محمد عمر مجاہد نے اپنا اسلحہ رکھا اور اپنے جہادی خطہ قند ہار ضلع میوند سنگ حصار میں گیشا نوگاؤں میں حاجی ابراہیم مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور اسی مدرسے میں رہنے لگے۔ مشکلات اور مصائب سے بھر پور ۱۴ سالہ دور جہاد کے بعد ایک بار پھر اپنے چند مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ اپنے ادھورے حصول علم کے سلسلے کی تکمیل کرنے لگے۔ یہ وہ وقت تھا جب کابل سمیت پورا ملک بے مقصد تنظیمی جھگڑوں میں جل رہا تھا۔ کچھ تنظیمی جنگ جوؤں نے اپنے ذاتی مقاصد اور ہوس کے حصول کے لیے جہاد کے ذریعے حاصل کی ہوئی مقدس منزل ادھوری چھوڑ دی اور پندرہ لاکھ افغان شہدائی پاکیزہ خواہشات یوں ہی پامال کر دیں۔

فساد اور جنگوں کے خلاف قیام اور امارت اسلامیہ کی تاسیس:

کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد بجائے یہ کہ اسلامی نظام کی تاسیس کی جاتی اور مجاہد عوام کے سالہا سال کی خواہشات کی تکمیل ہو جاتی ان کے درمیان آپس کی جنگیں شروع ہو گئیں۔ مخلص اور حقیقی مجاہدین کو ایک منظم سازش کے تحت کمزور کر دیا گیا یا کوئے سے لگایا گیا۔ کچھ جہادی تنظیمی رہنماؤں نے کچھ ایسے کمیونسٹ رہنما جن کا بجائے اس

105 اپریل: صوبہ زابل..... ضلع شہر صفا..... افغان فوجی قافلے پر ریوٹ کنٹرول بم حملہ..... ایک فوجی ٹینک تباہ..... متعدد فوجی ہلاک

کوششوں کے مقابلے میں انتہائی اطمینان، پر اعتماد لہجے اور پر عزم حوصلہ کے ساتھ سادہ اور عام فہم الفاظ میں اپنی قوم کو اطمینان دلایا اور معنی خیز پیغام دیا کہ:

”اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے امریکہ اور ایک چیونٹی دونوں ایک برابر ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ امارت اسلامیہ ایسا نظام نہیں کہ اس کا امیر ظاہر شاہ (افغانستان کے سابق بادشاہ) کی طرح روم چلا جائے گا اور فوج تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ بلکہ یہ جہاد کے منظم محاذ ہیں، اگر تم شہروں اور دارالحکومت پر قابض ہو بھی جاؤ۔ اسلامی حکومت کو گرا بھی دو تو ہمارے مجاہدین دیہاتوں اور پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔ تب پھر تم کیا کرو گے؟ پھر کمیونسٹوں کی طرح ہر جگہ مارے جاؤ گے۔ تم جان لو کہ بد انتظامی اور جنگ پیدا کرنا آسان ہے مگر اس بد انتظامی اور جنگ کا خاتمہ کرنا اور ایک نظام قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ موت برحق ہے اور سب کو آئے گی، امریکہ کی حمایت میں بے ایمانی اور بے غیرتی کی حالت میں موت آئے تو اچھا ہو گا یا اسلام میں، ایمان کے ساتھ اور غیرت کی حالت میں آئے زیادہ بہتر ہو گا؟“۔

ممکن ہے اس وقت ملا محمد عمر مجاہد کا یہ خالص عقیدے پر مبنی بیان بہت سے لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا ہو مگر ابھی جب اس غیر متوازن جنگ کو تقریباً چودہ سال ہو رہے ہیں اور امریکہ سمیت ناٹو اتحاد اور ان کے دیگر تمام اتحادی ملا محمد عمر کے تہی دست مگر اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم مجاہدین کے مقابلے میں واضح طور پر شکست کھا رہے ہیں۔ حضرت کے اس تاریخی بیان کی حقیقت کو اب سمجھ چکے ہوں گے۔

اسی طرح انہوں نے امریکی جارحیت کے آغاز میں افغان عوام سے ایک ریڈیو خطاب میں جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”اسلحہ موت دے سکتا ہے مگر موت سے بچا نہیں سکتا“۔ یہ جملہ اس وقت کچھ لوگوں کو ایک بے مفہوم ترکیب نظر آ رہی تھی مگر آج تیرہ سالوں میں اس مضمون کا عینی مصداق عالمی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ جارح قوتوں نے اپنی جدید ٹیکنالوجی اور اسلحہ سے بہت سے لوگوں کو مارا مگر اپنے آپ کو موت سے نہیں بچا سکے اور تیرہ سال سے مسلسل ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں غیور مجاہدین کے ہاتھوں مر رہے ہیں، زخمی ہو رہے ہیں یا گرفتار کیے جا رہے ہیں۔ اور یہ ایک عینی واقعہ ہے کہ اب جدید وسائل اور ٹیکنالوجی سے مسلح مغرور قوتیں بھی افغانستان میں اپنے ہزاروں فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کر رہی ہیں۔ ان کے خیال میں زیادہ بولنے سے کم عمل زیادہ اچھا ہے۔ ان کی زندگی تکلفات سے پاک ہے، ان کی سادگی اور بے تکلفی ان کی زندگی کے تمام پہلو پر حاوی ہے۔ سادہ لباس، سادہ خوراک، بے تکلف گفتگو، بے تکلف اٹھنا بیٹھنا ان کی فطری عادات ہیں۔ تکلف، متکلف

علاقے زنگوات میں علاقے کے مشہور علما اور مشائخ کے ساتھ منعقد کیا۔ روس کے خلاف جہاد کے دور میں مجاہدین کے عمومی قاضی مولوی سید محمد صاحب جو مولوی پاستی کے نام سے مشہور تھے نے ملا محمد عمر مجاہد سے کہا کہ وہ فساد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ہم سب آپ کی حمایت کریں گے۔ اسی اجلاس میں ملا محمد عمر مجاہد نے اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی اور ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ کو فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کی بنیاد رکھی۔

ملا محمد عمر (مجاہد) کی قیادت میں اسلامی تحریک نے فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ جس کی پکار پر عوام اور حقیقی مجاہدین نے وسیع پیمانے پر لبیک کہا۔ پہلے قند ہار اور پھر افغانستان کے اکثر حصوں سے فساد یوں اور مسلح لوگوں کا صفایا کیا۔ اس وقت جب ملک کے اکثر حصے طالبان کے زیر تسلط آ گئے تھے ۱۵ اذی قعدہ ۱۴۱۶ھ کو افغانستان بھر کے علمائے کرام کا ایک اجتماع جن کی تعداد ۱۵۰۰ تھی قند ہار میں منعقد کیا گیا جس میں تمام علما نے متفقہ طور پر ملا محمد عمر مجاہد کے امارت کی تائید کی اور انہیں امیر المومنین کا خطاب دیا۔ ۱۳۷۵ھ ۱۳۷۵ھ جری شمس سال کے میزان کی ۶ تاریخ کو افغانستان کا دارالحکومت کابل بھی امارت اسلامیہ کے زیر تسلط آ گیا۔ جس کے بعد افغانستان کے تمام مرکزی اور شمالی علاقوں سمیت ۹۵ فی صد علاقے میں امارت اسلامیہ کی حاکمیت مضبوط ہو گئی۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان نے افغانستان میں شریعت کی بنیادوں پر قائم اسلامی نظام قائم کیا۔ جہاں ایک طویل عرصے بعد ایک بار پھر اسلامی نظام کے قیام کی ایک زندہ مثال پیش کی۔ ملک کو شکست و ریخت اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا۔ عام لوگوں سے اسلحہ چھین کر ملک کو اسلحہ سے پاک کیا گیا اور اس طرح بے مثال امن قائم کیا گیا۔ حالانکہ اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا اس سے گھبرار رہی تھی۔ عالمی کفر کی جابر قوتوں نے شریعت اور امارت کی یہ حکومت برداشت نہ ہو سکی اس لیے اس کے خلاف دشمنی پر مبنی موقف اختیار کیا گیا اور بے جا طور پر بہانے تراشنے کی کوشش کی گئی۔ آخر کار اس ملک پر مشترکہ فوجی جارحیت اور حملہ کیا گیا۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قائدانہ شخصیت:

ملا محمد عمر مجاہد ایک قائدانہ شخصیت کے مالک اور اپنی ایک خاص طبیعت اور سلیقہ رکھتے ہیں۔ انہیں دنیا بھر کے دیگر حکام اور بلند مرتبہ شخصیات کے برعکس خود نمائی اور دکھلاوے سے شدید نفرت ہے۔ بلا ضرورت گفتگو نہیں کرتے، مگر ضرورت کے وقت ان کی باتیں انتہائی پختہ، سوچی سمجھی اور معقول ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر افغانستان پر امریکی جارحیت کے آغاز کے موقع پر امارت اسلامیہ کے خاتمے اور پروپیگنڈے کے ذریعے مجاہدین کا حوصلہ کمزور کرنے کے لیے امریکہ کی کوششیں انتہائی تیزی سے جاری تھیں۔ پوری مغربی دنیا کی ذرائع ابلاغ اور ریڈیو اور ٹی وی چینل اسی کام کے لیے وقف کر دیے گئے تھے۔ مگر ملا محمد عمر مجاہد نے ان تمام شیطانی پروپیگنڈوں اور دشمن کی تمام

ذاتی زندگی :

ملا محمد عمر مجاہد کی زندگی کا اکثر حصہ دینی علوم کے حصول، مطالعہ، جہاد، دعوت اور اسلام کی خدمت میں گزرا۔ افغانستان کے معاصر حکام میں سے شاید سب سے زیادہ غریب اور بیت المال کے وسائل استعمال نہ کرنے والے شخص ہیں۔ کیونکہ نہ گزشتہ جہاد کے دور میں انہوں نے اپنے جہادی اثر و رسوخ کو بروئے کار لا کر اپنی ذاتی زندگی کے لیے کچھ حاصل کیا اور نہ افغانستان پر امارت اسلامیہ کے ۷ سالہ دور حکومت میں ایسا کوئی اقدام کیا۔

آپ کے پاس کوئی ملکیتی مکان نہیں اور نہ ہی بیرون ممالک کی بنکوں میں ان کی کوئی نقد رقم رکھی ہوئی ہے۔ ۱۹۹۹ء میں اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کی جانب سے افغانستان پر ظالمانہ ایک طرفہ اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں اور بیرون ممالک کے بنکوں میں طالبان قائدین کے مالی حساب کتاب کی جانچ پڑتال کا حکم دیا گیا۔ ملا محمد عمر مجاہد امارت اسلامیہ کے امیر کے طور پر امارت اسلامیہ کے سب سے بڑے رہنما تھے، ان کے ذاتی یا فرضی کسی نام سے افغانستان کے باہر یا اندر کسی بینک میں کوئی اکاؤنٹ موجود نہیں تھا۔

امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں ان کا رہائشی مکان دشمنوں کی جانب سے خطرناک حملوں کا نشانہ بنا۔ جس سے ان کے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ بہت سے دیگر لوگ بھی شہید ہوئے۔ اس لیے امارت اسلامیہ کے کچھ رہنماؤں نے ان کی حفاظت کی خاطر قندہار شہر کے شمال مغرب میں ”بابا صاحب کوتل“ کے زیریں علاقے میں جہاں قریب قریب میں کوئی عام آبادی نہیں تھی ان کے لیے ایک رہائشی مکان اور امارت اسلامیہ کے مرکزی امیر کا دفتر تعمیر کروایا۔ جو تصرف کے اعتبار سے بیت المال کے عمومی املاک میں سے سمجھا جاتا تھا نہ کہ ان کی ذاتی ملکیت۔

۱۹۹۶ء میں ملک کے ۱۵۰۰ بااثر علما اور مشائخ کی جانب سے جب انہیں امارت اسلامیہ کے امیر المومنین کا لقب دیا گیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اتنا روئے کہ ان کے کندھے پر موجود چادر آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور آخر میں انہوں وہاں موجود علما سے اپنے تاریخی خطاب میں کہا:

”اے علما! آپ اپنے شرعی علم کی بنا پر انبیاء کے وارث کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ لوگوں نے آج جو بھاری ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالی ہے

درحقیقت اس کی استقامت یا انحراف کی ساری ذمہ داری سب آپ پر ہے۔

اے ہمارے اساتذہ کرام اور قابل قدر علما! خدا نخواستہ اگر ہم سے مسلمانوں

کے اس بڑے امانت میں کوئی تقصیر یا انحراف ہو جائے اس کی درستی اور

اصلاح آپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔ آپ لوگ اپنے شرعی علم کی روشنی میں

طالبان مجاہدین کی استقامت اور انہیں راہ حق پر چلنے کی راہنمائی کریں

گے۔ اگر طالبان سے اسلامی احکام کے نفاذ کے حوالے سے کوئی کوتاہی یا

شخص اور تکلفانہ چال چلن انہیں بالکل پسند نہیں۔ وہ دو ٹوک انداز، تدبر اور اخلاص کو کام کی ترقی کے بنیادی اسباب قرار دیتے ہیں اور ساتھیوں میں انہیں وہ شخص پسند ہوتا ہے جو مدبر، مخلص اور صاف گو ہو۔

اسی طرح انہوں نے مشکلات، مصائب اور آزمائشوں کا خود کو عادی بنا دیا ہے۔ ہر طرح کے بڑے حادثے اور مشکلات میں ان کا رد عمل معمول کا سا ہوتا ہے۔ خوف اور گھبراہٹ ان کے دل میں نہیں گذرتی۔ خوشی اور پریشانی، کامیابی اور ناکامی ہر حال میں خود پر بہت زیادہ قابو رکھتے ہیں اور مطمئن رہتے ہیں۔ علما اور بزرگوں کا احترام کرتے ہیں۔ سنجیدگی، وقار، حیا، ادب، متقابل احترام، ہمدردی، ترحم اور اخلاص ان کے طبعی خصائل ہیں۔ مضبوط عزم اور تمام امور میں ایک اللہ پر توکل اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت پر سچا اعتماد ان کی زندگی کی خاص خصوصیات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ماننے والوں اور مجاہدین کے دل میں ان کے لیے ایسی محبت موجود ہے جس کا تعلق نہ ظاہری منصب کے ساتھ ہے اور نہ مادی وسائل کے ساتھ۔ ابھی جب جارحیت پسندوں کی جانب سے افغانستان پر قبضہ کے ۱۳ سال گذر چکے ہیں ان کی قیادت میں کام کرنے والے عام مجاہدین انہیں بالمشافہ دیکھے بغیر صرف ان کے صوتی اور مکتوباتی حکم کا اس قدر احترام کرتے ہیں کہ اس کی تعمیل کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کو بھی تیار ہوتے ہیں۔

عالم اسلام کے مسائل کے حوالے سے اہتمام:

ملا محمد عمر مجاہد تحریک اسلامی طالبان کے موسس اور مسلمانوں کے ایک رہنما کی حیثیت سے امت مسلمہ کے مسائل کے حوالے سے خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور فلسطینی مسلمانوں کے برحق موقف اور دنیا بھر میں دیگر اس طرح کے مقامات پر عالم اسلام کے موقف کا انہوں نے ہمیشہ دفاع کیا ہے۔ وہ غاصب صہیونیوں سے مسجد اقصیٰ کی آزادی ہر مسلمان کی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ آپ امت مسلمہ کے درد سے دردمند رہے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کے ساتھ اخوت، ہمدردی، ایثار اور تعاون صرف ان کا فخر نہیں بلکہ ہمیشہ اس دعوٰی کو انہوں نے ہمیشہ عملاً ثابت کیا ہے۔

عقیدہ اور فکری نمو:

ملا محمد عمر مجاہد عقیدے کے اعتبار سے مسلمانوں کے اہل سنت والجماعت کے منہج کے راہ رو خفی مسلک کے مقلد ہیں۔ خرافات اور بدعات کے سخت مخالف ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان مذہبی، فکری اور تنظیمی اختلافات انہیں بالکل پسند نہیں ہیں۔ مجاہدین اور تمام مسلمانوں کو آپس میں اسلامی اتحاد اور فکری ہم آہنگی کی بنیادیں مضبوط کرنے کی نصیحت اور تاکید کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان عقیدے کا اتحاد اور یگانگت وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے نقش قدم پر چلنا امت مسلمہ کے نجات کا واحد راستہ قرار دیتے ہیں۔

انحراف کا ارتکاب ہو جائے اور آپ اسے دیکھ لو اور اصلاح کے لیے کچھ بھی نہ کہو تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری آپ پر ہوگی اور میں سوال وجواب کے دن آپ کا گریبان پکڑوں گا۔“

طبیعت اور شخصی مزاج:

ملا محمد عمر مجاہد اپنی خاموشی کے ساتھ ساتھ ایک خاص ظرافت اور خوش طبعی کا مزاج بھی رکھتے ہیں۔ وہ کسی بھی شخص کو جو ان سے کتنا ہی کم عمر کیوں نہ ہو خود کو بڑا نہیں سمجھتے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا سلوک انتہائی محبت آمیز، شفیقانہ اور باہمی احترام کا ہوتا ہے۔ مجالس میں اکثر جہاد کے حوالے سے بیان اور گفتگو کرتے ہیں۔

موجودہ حالات میں ان کی یومیہ مصروفیات:

موجودہ شدید ترین سیکورٹی حالات اور دشمن کی جانب سے ان کی شدید نگرانی کی وجہ سے ملا محمد عمر مجاہد کے روزانہ کے معمولات اور امارت اسلامیہ کے زعمیم کی حیثیت سے جہادی امور کی نگرانی اور تنظیم سازی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

وہ اپنے کام کے دن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت میں سے کرتے ہیں۔ فرصت کے لمحات میں قرآن کریم کی مختلف تفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جارحیت پسندوں کے خلاف جہادی امور کی نگرانی پوری باقاعدگی سے کرتے ہیں۔ جہادی اور عسکری امور کی ترتیب اور سنبھالنے کے لیے اپنے متعین طریقہ کار کے مطابق جہادی کمانڈروں کو احکامات اور توجیہات صادر کرتے ہیں۔ جہادی نشریاتی ذرائع اور عالمی میڈیا کا بھرپور مطالعہ کر کے جارح دشمن کے خلاف جہادی کامیابیوں اور دیگر موضوعات کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی طریقے سے ملک کے اندرونی اور عالمی دنیا کے حالات سے خود کو باخبر رکھتے ہیں۔ یہی مصروفیات ان کی یومیہ روزمرہ زندگی کا بنیادی مشغلہ ہیں۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ:

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان جس کی بنیاد ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ کو ایک اسلامی تحریک کی صورت میں رکھی گئی تھی اور پھر اس کامیابی کی بہت سی منزلیں سر کی تھیں یہاں تک کہ ہزاروں علمائے کرام، مجاہدین اور عوام کے تعاون سے ملک کے ۹۵ فی صد حصے پر اسلامی حاکمیت کے نفاذ کا قابل فخر کارنامہ بھی انجام دیا تھا۔ ایک خالص اسلامی امارت کی حیثیت سے اب بھی ملک کے اکثر حصوں پر حاکم ہے اور مغربی جارحیت کے خلاف مسلح مزاحمت میں آج بھی مصروف ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی حالیہ تشکیل میں سرفہرست امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد زعمیم اور امیر کی حیثیت سے برقرار ہیں۔ ان کی قیادت میں امارت اسلامیہ کے نائب امیر، رہبری شوری، عدلیہ، ۹۰/۱۰ اجرائی کمیشن اور ۳ دیگر امور کے نگران ادارے فعال ہیں۔ انہی مذکورہ اداروں اور

کمیشنز سے امارت اسلامیہ کا حالیہ ڈھانچہ تشکیل پاتا ہے۔

امیر المؤمنین کے نائب یا دیگر قائدین تمام ماتحت اداروں کی نگرانی کے علاوہ ان کی کارکردگی رپورٹ امیر المؤمنین تک پہنچاتے ہیں اور زعمیم کے احکامات متعلقہ اداروں تک پہنچاتے ہیں۔

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے کل ارکان ۲۰ کے قریب ہیں۔ ارکان کا تقرر زعمیم کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ امیر کے نائب کی سربراہی میں اس کے اجلاس ہوتے ہیں۔ یہ شوری تمام اہم سیاسی، عسکری، اجتماعی اور دیگر جزوی مسائل کے حوالے سے مشورے اور فیصلے کرتا ہے۔

امارت اسلامیہ کا عدلیہ کا شعبہ ایک الگ اور وسیع تشکیل ہے جو ابتدائی عدالت، مرافعہ عدالت اور سپریم عدالت کے دفتر پر مشتمل ہے اور اپنے احاطہ کار میں کام کو آگے بڑھاتا ہے۔ موجودہ حالات اور وقت کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے امارت اسلامیہ کی تفکیلات میں نویں کمیشن کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جہادی امور کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے تفکیلات کے حوالے سے سب سے بڑا کمیشن عسکری کمیشن ہے جو دس حلقوں پر مشتمل ہے۔ عسکری کمیشن کی تفکیلات میں افغانستان کے ۳۴ صوبوں کے عسکری ذمہ داران یا صوبائی گورنر، ضلعی عسکری ذمہ داران اسی طرح دیگر اضلاع کی سطح پر کمیشن بھی اس میں شامل ہیں۔ جن کی ذمہ داریوں میں عسکری اور عوامی امور کی نگرانی بھی شامل ہے۔

دیگر کمیشنز درج ذیل ہیں:

کمیشن برائے سیاسی امور، ثقافتی و میڈیا کمیشن، اقتصادی کمیشن، صحت کمیشن، کمیشن برائے تعلیم و تربیت، دعوت و ارشاد جالب و جذب کمیشن، قیدیوں کے امور کمیشن، کمیشن برائے امور تنصیبات، امارت اسلامیہ کے دیگر ادارے عوامی نقصانات کی روک تھام کا ادارہ، شہداء اور معذوروں کا ادارہ، کچھ خصوصی ضروریات کی چیزیں جمع کرنے کا ادارہ۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ ایک منظم اور فعال نظام کی حیثیت سے گذشتہ دو عشروں سے افغانستان کے اکثر حصے پر حاکم ہے۔ اپنے اقتدار اور حکومت کے حدود میں صحیح معنوں میں اسلامی نظام قائم کیا گیا ہے۔ امن و امان قائم کیا گیا ہے اور مسلمان عوام کے جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ہے۔

اس عرصے میں امارت اسلامیہ خطے کے ایک باقاعدہ فعال اسلامی نظام کی حیثیت سے بہت سی آزمائشوں سے دور چارہوا۔ مگر الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے اب تک تمام آزمائشوں سے کامیاب ہو کر نکلا ہے۔ اور ہر مرتبہ شدید ترین حالات میں بھی استقامت کا ثبوت دیا ہے۔

حفظہ اللہ تعالیٰ و رعاه

☆☆☆☆☆

بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیجیے

مفتی تنظیم عالم قاسمی صاحب

بزرگ کہاں جو پہلے تھے، چاہنے کے باوجود بھی اولیاء اللہ کی صحبت آج میسر نہیں..... یہ سوچ سراسر شیطانی دھوکہ ہے! یاد رکھنا چاہیے کہ اولیاء اللہ اور صلحا ہر زمانے میں ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے، سورہ توبہ آیت ۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

وہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور صادقین کی صحبت اختیار کریں، اگر سچے لوگ ہر زمانے میں پیدا نہ کیے جائیں تو یہ ایسا حکم ہوا جس کی تکمیل پر انسان قادر نہیں، اور ایسا حکم ایک کامل حکیم کی طرف سے نہیں دیا جاسکتا..... اس لیے معلوم ہوا کہ صادقین، صلحا، اولیاء اللہ کا وجود ہر زمانے میں رہے گا، ان کو ڈھونڈنا اور سچی تڑپ کے ذریعہ ان تک پہنچنا ہماری ذمہ داری ہے۔ مولانا رومی نے فرمایا کہ لیلیٰ کا جب انتقال ہوا تو مجنون کو خبر نہیں ہوئی تھی، بعد میں قبرستان پہنچا تو قبر کی مٹی سوگھتا پھر رہا تھا۔ لیلیٰ کی قبر کی مٹی سوگھتے ہی وہ دیوانہ وار کہنے لگا یہی ہے، یہی ہے۔ عشق و محبت کی بنیاد پر مٹی کی بوسوگھ کر اس نے لیلیٰ کی قبر کا پتہ لگالیا۔ اسی طرح اگر کسی کو سچی پیاس اور تلاش ہو تو اللہ والوں کے جسموں کی خوشبو سوگھ کر اللہ والوں کو پہنچانا جاسکتا ہے..... ہاں اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانہ کے انحطاط کے ساتھ ولایت میں بھی انحطاط پیدا ہوا ہے..... پہلے طالبین کامل تھے تو اولیاء اللہ جنید بغدادی اور حسن بصری کی شکل میں تھے، جب طلب صادق میں کمی آئی تو ولایت کا درجہ بھی کم ہوا، اس زمانہ میں اگر جنید بغدادی جیسا کوئی ولی ڈھونڈا جائے تو فضول ہوگا۔

ہمارے لیے آج جنید بغدادی وہ صلحا ہیں جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آخرت کی فکر پیدا ہو، دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اعمال و اخلاق درست ہونے لگے، اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اللہ والا ہے۔ اس کی صحبت سے مجھے ضرور فائدہ ہوگا اور ایسے لوگوں کی آج بھی کمی نہیں، بعض بزرگوں نے اولیاء اللہ کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہوں یعنی کسی کرامت کا ظہور بزرگی کے لیے لازم نہیں۔ فرائض و واجبات کے ساتھ مکمل طور پر سنت کی پابندی ولایت کو جانچنے کے لیے کافی ہے..... بہر حال ولی کامل ہو یا ناقص ہم جیسے گنہگاروں کے لیے ان کی صحبت اور نظر کرم فائدے سے خالی نہیں، کاش! مسلمان دنیا داروں سے اپنی نگاہ اور توجہ کو پھیر کر اہل اللہ اور صلحا کی طرف مرکوز کر دیں، ان کی صحبت اختیار کریں اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کریں کہ اس کے بغیر اصلاح ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

لیکن واضح رہے کہ کسی بھی مرشد اور اللہ کے ولی کی صحبت سے اسی وقت فائدہ ہو سکتا ہے جب کہ استفادے کی سچی تڑپ ہو، اس کے لیے ان بزرگوں کے کڑوے کیلے جملے بھی سننے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کرنا ہوگا، طالب علم اگر معلم کی سختی برداشت نہ کرے تو علم حاصل نہیں ہو سکتا، تصوف کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے کو کسی کامل اور ماہر کے حوالے کیا، ان کی حالت ہی بدل گئی۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ جب خانقاہ تھانہ بھون میں تھے کچھ بے اصولی کی بنا پر حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے حضرت خواجہ صاحب کو خانقاہ سے نکال دیا۔ ان کے اندر سچی تڑپ اور محبت تھی۔ یہ پھاٹک سے نکل کر فٹ پاتھ پر لیٹ گئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو حضرت تھانویؒ نے جب نکال دیا ہے تو اب آپ اپنے گھر چلے جائیے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تو ان کی جگہ نہیں ہے، یہ جگہ تو سرکاری ہے، میں یہاں سے کیوں چلا جاؤں اور ایک شعر پڑھا کرتے کہ۔

اُدھر وہ در نہ کھولیں گے ادھر میں در نہ چھوڑوں گا

حکومت اپنی اپنی ہے، کہیں اُن کی کہیں میری

غرض کہ حضرت خواجہ صاحبؒ پر حضرت تھانویؒ کو پھر ترس آیا کہ بے چارے کے اندر سچی طلب ہے۔ پھر چند ہی دنوں کے بعد جب تاج خلافت لیے ہوئے خانقاہ سے نکل رہے تھے تو یوں فرماتے ہوئے گئے کہ

نقش بتاں مٹایا دکھایا جمال حق

آکھوں کو آنکھ دل کو میرے دل بنادیا

آہن کو سوز دل سے کیا نرم آپ نے

نا آشنائے در کو کھل بنادیا

محبذوب در سے جا رہا دامن بھرے ہوئے

صد شکر حق نے آپ کا سائل بنادیا

حضرت خواجہ عزیز الحسنؒ، حضرت تھانویؒ کے معتمد اور مخصوص خلفا میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت تھانویؒ کے انتقال کے بعد تین جلدوں میں اشرف السوانح کے نام سے کتاب تصنیف کی، جس کو پہلی مرتبہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب حضرت تھانویؒ کی سیرت پر ہے جو ان کی سیرت پر لکھی گئی تمام کتابوں میں کلید کی حیثیت رکھتی ہے..... خواجہ عزیز الحسنؒ کو سچی تڑپ تھی، اس لیے گیٹ کے باہر نکالے جانے پر بھی اپنے مرشد کا دامن نہیں چھوڑا، اگر وہ برہم ہو کر یا عزت نفس کا پاس دلچازہ رکھتے ہوئے حضرت تھانویؒ کا در چھوڑ کر چلے جاتے تو انہیں خلافت ملتی اور نہ ہی یہ اعزاز حاصل ہوتا۔ بعض لوگ یہ کہہ کر اس مسئلہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اب ویسے

محترم ابو بکر البغدادی کے نام امارت اسلامیہ افغانستان کے رہبری شوری کا خط

امارت اسلامی افغانستان عصر حاضر میں جہاد اور نفاذ شریعت کے طریقہ کار کے لیے ایک کسوٹی کی حیثیت رکھتی ہے۔ شام و عراق میں مصروف جہادی جماعت ”داعش“ نے دنیا بھر میں اپنی موجودگی اور اپنائیت ثابت کرنے کے لیے اقدامات شروع کیے ہیں۔ افغانستان کے طول و عرض میں ذی قدر طالبان مجاہدین کی محبت عامۃ المسلمین کے دلوں میں ثبت ہے۔ داعش نے یہاں بھی اپنی کارروائیوں کا آغاز کیا ہے جن کا اصل ہدف طالبان مجاہدین ہی ہیں۔ درجہ ذیل خط امارت اسلامی کی جانب سے داعش کے امیر ابو بکر البغدادی صاحب کی خدمت میں ہے۔ داعش کی ولایت خراسان کے کارکنوں کے ہاتھوں طالبان مجاہدین کی شہادتوں اور طالبان مخالف ”یومئذ یفرح المؤمنون“ جیسی ویڈیوز کے نشر ہو جانے کے باوجود اس خط میں موجود قل اور اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کو دیکھ کر کسی بھی منصف مزاج قاری کے لیے مشکل نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دور میں طالبان کی شان کو سیاست شریعہ کا کیسا عالی فہم اور جہاد اور مسلمانوں کے مصالح کی رعایت میں کیسی اعلیٰ بصیرت سے نوازا ہے۔ اسی طرح ضمناً اس خط میں القاعدۃ الجہاد کے شیوخ سے طالبان کی شان کی محبت بھی عیاں ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے۔ امریکہ اور اس کے کفار کے ساتھیوں کی اکثریت فرار ہو چکی ہے۔ مجاہدین دن بدن وسیع علاقوں کو اپنے زیر نگیں کر رہے ہیں۔ رواں سال ۱۴۳۶ھ میں اور بھی کامیابیوں کی امید رکھتے ہیں تاکہ دشمن کے بقیہ جات کا بھی صفایا کیا جاسکے۔ ان شاء اللہ، وماذا ذلک علی اللہ بعزیز

گرامی قدر! افغانستان پر امریکہ کی قیادت میں کفری جارحیت کا ایک بنیادی سبب یہاں سے ایک ایسی اسلامی حکومت کا خاتمہ بھی تھا جو قرآن و حدیث کے احکامات کے مطابق اہل سنت والجماعت کے روشن ہدایات کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی۔ جس میں تمام حکومتی ارکان کی جانب سے پورے حکومتی نظم و نسق میں ان احکام کا اجراء فرض قرار دیا گیا تھا، مشرکانہ اور کمیونسٹ افکار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا اور تمام بدعات اور خرافات کا خاتمہ کیا گیا۔ اس طرح کا شفاف اسلامی نظام امریکہ سمیت پورے عالم کفر کے لیے قابل برداشت نہ تھا! یہی وجہ تھی کہ مختلف بہانے بنا کر بالآخر اس پر وحشیانہ حملہ کر دیا۔

افغانستان کے مسلمان عوام نے امارت اسلامیہ کی قیادت میں جس کی سربراہی امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (ادام اللہ حیاتہ) کر رہے ہیں، انتہائی شجاعت سے جارج قوتوں کے خلاف جہادی صفیں تشکیل دیں اور ۱۳ سال تک مسلسل جارج قوتوں سے افغانستان کی آزادی اور اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔

صلیبیوں کے خلاف امارت اسلامیہ کی جہادی پالیسی کی وہ ایک خاص بات جس کا تذکر خصوصیت کے ساتھ آپ کے سامنے کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ امارت اسلامیہ نے عالمی کفر کے خلاف ہمیشہ سے جہادی صف کے اتحاد اور اسے مروض اور مضبوط رکھنے پوری توجہ مرکوز رکھی اور اب بھی اسی کا اذہ خیال رکھا جاتا ہے۔ کیوں کہ سوویت یونین کی جارحیت کے دور میں جہادی صفوں کی فرقہ بندیوں کے مضر اثرات ہم اپنی آنکھوں سے

الحمد لله معز التوحيد وأهله، ومذل الشرك وحزبه، وأشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له في ربوبيته وألوهيته وأسمائه وصفاته، و أشهد أن نبينا محمدا عبده و رسوله، اللهم صل وسلم و بارك عليه و على آله و أصحابه وبعد :

انتہائی قابل قدر ابو بکر البغدادی اور آپ کی قیادت میں امریکی جارحیت کے خلاف صف آر تمام مجاہدین کرام!..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اعلیٰ کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں تمام مجاہدین کو کامیابی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک احکامات پر کاربند رہنے اور اعتصام بحبل اللہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

جناب عالی! افغانستان اسلام کے مقدس دین کے ظہور کی پہلی صدی سے اب تک اسلام کا مضبوط قلعہ رہا ہے اور جزیرۃ العرب کے بعد براعظم ایشیا میں اسلام کی اشاعت اور پھیلاؤ کا سب سے اہم مرکز ثابت ہوا ہے۔

معاصر جہادی دور کے عالمی ہیروز امام المجاہدین شیخ عبداللہ عزم، قائد المجاہدین شیخ اسامہ بن لادن، قاہر الصلیبیین ابو مصعب الزرقاوی اور قاہر الملحدین امیر خطاب رحمہم اللہ جمیعاً سب کو افغانستان کے جہادی مدرسے کے تلمذ کا فخر حاصل تھا۔

جس عزم سے شروع سے مجاہدین نے انگریزوں، روسیوں اور موجودہ دور کے امریکیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا اور اسلام کے لیے قربانیاں دیں، امارت اسلامیہ اور افغان عوام نے اس راہ میں ناقابل فراموش قربانیاں دیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ آج ایک بار پھر جارحیت پسند صلیبیوں کے خلاف مقدس جہاد کامیابی کی دلیلیز پر

دیا گیا ہے اور کفار کے ساتھ قتال اور مقابلے کی حالت میں یہ اور بھی زیادہ ضروری امر ہے اس لیے افغانستان میں جارح امریکیوں اور ان کے کھپتلیوں کے خلاف جہاد ایک پرچم، ایک قیادت اور ایک حکم کے تحت ہونا چاہیے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت ملک کے ۱۵۰۰ علماء (شوری اہل حل و عقد) کے شرعی انتخاب اور بیعت کی بنیاد پر متعین کی گئی اور الشیخ حمود بن عطاء اللہ جیسے اسلامی دنیا کے مشہور فقہی علماء اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ جیسے مشہور جہادی قائدین نے اس شرعی امارت کی تائید اور بیعت کی۔ امارت اسلامیہ اب تک اپنے اسی اسلامی موقف پر مضبوطی سے کھڑی ہے، پوری دنیا میں اہل سنت والجماعت کے تمام پیروکاروں کی ہمدردی اس کے ساتھ ہے۔ کسی کو امارت اسلامیہ کے معاملات میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملی، ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے افغانستان میں نئے متوازی صف کے قیام کی نہ شرعاً کوئی ضرورت ہے اور نہ عقلاً۔

۲۔ شریعت اور عقل سلیم کی بنیاد پر مسلمان اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے اسلامی معاشرے کے تمام اعلیٰ شرعی اور دنیاوی مصالح کے لیے وہی راستہ اختیار کریں جو ان کے تحفظ اور مضبوطی کا باعث بنے، امارت اسلامیہ اپنی تمام تر شرعی اور دنیوی مصلحت و وحدت القف میں دیکھتی ہے اور دوسرے ناموں اور جھنڈوں سے یہاں الگ کارروائیاں اسلام، مسلمانوں اور جہادی مصالح کے خلاف سمجھتی ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان دینی اخوت کے مطابق آپ کا بھلا چاہتی ہے اور آپ کے معاملات میں عدم مداخلت کی سوچ اور اسی کی آرزو رکھتی ہے۔ اور اس کے بالمقابل آپ سے اسی طرح کے رویے کی امید اور اسلامی اخوت کے رشتے کی وجہ سے صرف اور صرف خیر کی توقع رکھتی ہے۔ افغانستان میں موجود جہادی حالات کو دیکھتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی صرف اس میں ہے کہ متحد صف کے تحت جاری جاری رکھے۔

۳۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنے جہادی مزاحمت کے تسلسل میں ایک پرچم تلے اور ایک ہی قیادت کے ماتحتی میں امریکہ اور اس کے دیگر ساتھیوں کو رسوا کن شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ ملک کے شہروں کے علاوہ تمام خطے کفری جارحیت، شرک اور دیگر خرافات سے پاک کر دیے ہیں، دوعشرے تک پورے سوخ کے ساتھ مزاحمت اور جہاد کے تسلسل نے عالمی کفر کے مقابلے میں امارت اسلامیہ کو ایک

تسلیم شدہ حقیقت بنا دیا ہے۔ امریکہ اور دیگر اسلام دشمنوں کی شروع سے یہ کوشش ہے اور وہ اب بھی کر رہے ہیں کہ اس متحد صف کو توڑ کر افغانستان میں اپنی جارحیت کے لیے کامیابی کا راستہ ہموار کر سکیں۔ مگر جس طرح امارت اسلامیہ نے عسکری میدان میں انہیں

دیکھ چکے ہیں جس کے نتیجے میں افغانستان کے ۱۴ سالہ جہاد اور ڈیڑھ ملین شہداء کے خون کے شرارت ضائع ہو گئے۔ اور امت مسلمہ کی وہ تمام امیدیں خاک میں مل گئیں جو اس جہاد سے وابستہ تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبارک ارشاد کے مطابق جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرِ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ (رواہ البخاری برقم ۸۳، ومسلم برقم ۷۹۰)

امارت اسلامیہ افغانستان میں جہادی صف کے اتحاد پر اس لیے اصرار کرتی ہے کیوں کہ جہادی صف کو متحد و موصول رکھنا مامور بعل ہے اور اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بَنِيَّانَ مَرُصُوصَ (الصف: ۴)

ایک اور جگہ صریح نص کے ساتھ قرآن کریم مسلمانوں کو تنازعہ، تفرقہ اور آپس کے اختلافات سے منع کرتا ہے اور حکم دیتا ہے:

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الانفال: ۴۶)

امارت اسلامیہ درجہ بالا قرآنی نصوص کی تعمیل، سابقہ جہادی تجربات اور اپنے معاشرے اور ماحول کو جانتے ہوئے یہ سمجھتی ہے کہ افغانستان میں جہادی صفوں کی تعداد میں کثرت نہ جہاد ہے اور نہ اس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ ہے۔ کیوں کہ افغان معاشرے کی یہ خاصیت رہی ہے کہ یہ ہمیشہ سے اندرونی اختلافات اور جنگوں کا شکار رہا ہے۔ قیادت ایک ہو تب ہی ان اختلافات کا احتمال ختم ہو سکتا ہے۔

امارت اسلامیہ نے اب تک اندرونی اختلاف اور تفرق کے سارے فتنے و وحدت القف کے ذریعے ناکام بنائے ہیں اب اگر یہاں امارت اسلامیہ کے ساتھ

ساتھ ایک اور جہادی صف یا دوسری قیادت قدم جمانے کی کوشش کرے گی تو اس سے لامحالہ اختلافات اور تفرقہ کے فتنوں کے لیے راہ ہموار ہوگی۔ اسی لیے امارت اسلامیہ افغانستان میں

ہونے والی تمام جہادی کارروائیوں کے امارت کے زیر قیادت ہونے کے ساتھ ساتھ ذیل کے نکات پر اصرار کرتی ہے:

۱۔ چونکہ اسلامی صف کا ایک ہونا ایسا عمل ہے جس کا باقاعدہ قرآن پاک میں حکم

کے کامیابی سے ہم کنار ہوتے جہاد کی ہمہ پہلو حمایت اور ان کا تعاون کریں۔ نہ یہ کہ جہادی صف میں تفرقہ پھیلا کر مجاہدین کو ناکام اور آ زردہ حال امت کو کفر کی شکست کی خوشی سے محروم کر دیں۔

۷۔ امارت اسلامیہ افغانستان کا افغانستان میں صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد اور اس راہ میں اہم کامیابی پہلے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور پھر لاکھوں شہداء، زنجیوں، اسیروں، یتیموں اور یتیموں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

اور یہ ساری قربانیاں ایک کمان اور ایک پرچم کے نیچے ایک متحد صف میں دی ہیں۔ اب اگر خدا نخواستہ جہادی صف کے تفرقہ سے مجاہدین کے درمیان آپس کے اختلافات کی راہ ہموار ہو جاتی ہے تو یہ ساری قربانیاں اور کامیابیاں ان اختلافات کا شکار ہو جائیں گی۔ اور ازیت خوردہ مسلمان اس کے ثمرات سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں حقیقت ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان نہ صرف افغانستان بلکہ پوری اسلامی دنیا میں اپنے روشن ماضی، اسلام کی راہ میں بڑی قربانیوں اور مدد برانہ سیاست کے لیے بہت زیادہ محبوبیت اور مقبولیت رکھتی ہے۔ اللہ نہ کرے اگر امارت اسلامیہ کو یہاں ان لوگوں کی جانب سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں جو خود کو آپ سے وابستہ سمجھتے ہیں تو اس سے پوری دنیا کے مسلمان آپ سے ناراض ہو جائیں گے۔

۸۔ دنیا بھر کے مختلف حصوں میں اسلامی تنظیموں اور شخصیات نے انتہائی شدید حالات میں بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں اور ہر ایک نے اپنے ہاں کچھ نہ کچھ کامیابیاں حاصل کی ہیں، ان کا اپنا نظم و ضبط ہے۔ ان کے پیروکار ہیں اور یہ سب کچھ انہوں نے بہت تکالیف اور قربانیوں سے حاصل کیا ہے۔ تو آپ لوگوں کو مشورہ یہی ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں بھی اسلامی تحریکوں کو ایسے حالات کا شکار نہ کر دیں کہ جس سے خدا نخواستہ ان کی خدمات متاثر ہو جائیں، نظم

وضبط خراب ہو جائے اور وہ آپس کے اختلافات کا شکار ہو جائیں۔ اور بالآخر خطر لقمہ کار یا سوچ کے اختلاف سے بات خون کے بہانے تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ایسی حالت سے بچائے۔ یقین کریں اس طرح کے اقدامات آپ کی کارکردگی اور شہرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔ مسلمانوں خصوصاً مجاہدین اور صالح دین دار افراد کی شہادت کا باعث بنے گا۔ شہداء کے ورثا کو مایوسی ہوگی اور دشمنوں کو مختلف حربوں کے

شکست سے دوچار کیا ہے اسی طرح چاہتا ہے اپنے متحد صف کو اور بھی مضبوط رکھ کر ان کے آئندہ کے تخریبی منصوبے بھی ناکام بنادے۔ اس طرح کے حساس مرحلے پر جب ہم پہلے ہی سے کفار کی بہت سی سازشوں سے خبردار رہیں آپ کے ساتھی ایسا کوئی قدم نہ اٹھائیں جس سے مجاہدین کی قوت کا شیرازہ بکھر جائے، صف میں شکست و ریخت آئے اور امارت اسلامیہ کی صف میں دراڑ ڈالنے کی دشمنوں کی یہ خواہش پوری ہو جائے۔

۴۔ افغانستان کے علاوہ اسلامی دنیا کے اور بہت سے ممالک امریکی مظالم کا شکار ہیں اور کسی نہ کسی طرح جارح قوتوں کے قبضے میں ہیں۔ اب تک ان ممالک میں مسلمانوں نے کوئی واضح اور نظر آنے والی کامیابی حاصل نہیں کی تو اس کی وجہ متفقہ قیادت کا فقدان ہے۔ افغانستان میں نا اتفاقی کے فتنے سے بچنے کے لیے امارت اسلامیہ ایک صف اور ایک قیادت کی ماتحتی میں جہادی کارروائی کی اجازت بڑا دینی اور جہادی مصلحت سمجھتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں ایک اور گروپ کے قیام کو جہاد، مجاہدین اور اسلامی مصالح کے مخالف عمل قرار دیتی ہے۔

۵۔ امارت اسلامیہ عالمی کفر اور شرک و بدعت پر مبنی اعمال کے خلاف جہادی کارروائی کتاب اللہ اور سنت نبوی علی صاحبہا السلام کے احکامات کی روشنی میں کرتی ہے۔ شرعی اور اسلامی مصالح ان کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر اہم ہیں اور ان کے تحقق کے لیے دنیا بھر کے مسلمانوں کے مادی اور روحانی تعاون اور حمایت کے محتاج ہیں۔ آپ جناب سے بھی توقع ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے حوالے سے ان ذرائع سے معلومات حاصل

نہ کریں جو یہاں مختلف عوامل کے باعث امارت اسلامیہ سے مایوس ہو چکے ہیں یا جرائم کے ارتکاب کے باعث اس مقدس صف سے ان کا اخراج کیا گیا ہے۔ بلکہ مستقل طور پر باقاعدگی سے امارت اسلامیہ کے قائدین اور آفیشل ذرائع ابلاغ پر معروف نمائندوں سے اپنی معلومات اور اطمینان حاصل کریں تاکہ آپس کے اعتماد میں مزید اضافہ ہو۔

۶۔ امارت اسلامیہ افغانستان میں امریکہ اور ناٹو کی شکست کو پوری دنیا صلیبی قوت کی شکست سمجھتی ہے اور یہ بڑی کامیابی امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے اخلاص، توکل، صبر اور وحدت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ امارت اسلامیہ کی قیادت اور مجاہدین اللہ تعالیٰ سے اس جہادی راستے پر توفیق اور حسن انجام کی دعا کرتے ہیں۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں اور جہادی جماعتوں سے امید رکھتے ہیں کہ امارت اسلامیہ

استعمال کا موقع ہاتھ آئے گا۔

۹۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ افغانستان میں کچھ کم چار دہائیوں کے عرصے سے بہت زیادہ خانہ جنگیاں اور اختلافات پیش آئے ہیں۔ لسانی، علاقائی اور تنظیمی دشمنیاں، کفریہ طاقتوں کی مسلسل مداخلتیں اور دیگر حادثات واقع ہو چکے ہیں۔ اب بھی افغانستان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سابقہ دشمنیاں اور اختلافات پالے ہوئے ہیں۔ اسی لیے افغانستان میں بہت مرتبہ مجاہدین کے لبادے میں ایسے لوگ اٹھے جنہوں نے مقدس جہاد کو بدنام کر دیا۔ مگر چونکہ ایک جانب اللہ تعالیٰ کی نصرت مجاہدین کے ساتھ تھی اور دوسری جانب امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اس سرزمین کے تمام طبقات اور عوام کے مزاج سے واقف تھے اور جہاد کا پختہ تجربہ بھی رکھتے تھے اس لیے ان لوگوں کی جلد شناخت ہو گئی اور انہیں منظر سے نکال باہر کر دیا گیا جو جہاد کو بدنام کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اب تک اس فساد سے بہت اچھے طریقے سے ہماری حفاظت فرمائی ہے۔ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے یہ بد معاش اور مفاد پرست لوگ آپ کی یہاں سے دوری اور افغانستان کی صورت حال سے عدم واقفیت کا غلط فائدہ اٹھائیں۔ اس لیے ہم ایک بار پھر تاکید کر رہے ہیں کہ ان خطرات کی طرف اور زیادہ توجہ دیں تاکہ یہاں امارت اسلامیہ کی موجودہ تفکیرات کے متوازی ایک اور صف قائم نہ ہو جائے۔

جہاد کو اپنے ہدف (اعلائے کلمۃ اللہ) تک پہنچانا تمام مسلمانوں خصوصاً مجاہدین کا شرعی فریضہ ہے اس لیے آپ کو بھی چاہیے کہ اپنی دینی ذمہ داری کے مطابق امارت اسلامیہ کے بھائیوں کے ساتھ ان کی وحدت کا خیال رکھنے اور انہیں مضبوط کرنے کے لیے ان کا تعاون کریں۔ نہ یہ کہ دور دور ہی سے یہاں ایسے عزائم کا اظہار کیا جائے جس سے یہاں مجاہدین کے رہنماؤں، دینی علما اور ہزاروں صالح مجاہدین کی ناراضی اور آپ سے ان کی محبت اور خلوص کے خاتمے کا باعث بنے۔ اور امارت اسلامیہ گذشتہ چار دہائیوں میں شہید ہونے والے دو ملین مبارک شہداء کے آرزوؤں کی تکمیل کی خاطر حاصل کی گئی اپنی کامیابیوں کے دفاع کے لیے رد عمل دکھانے پر مجبور ہو جائے۔

و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نائب امارت اسلامیہ افغانستان و سرپرست رہبری شوری

الحاج ملا اختر محمد منصور

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

۱۶ جون ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆

بقیہ: علاج کبیر

حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص نے مجھے لکھا ہے کہ میں کافر ہوں لہذا میں کلمہ اور آپ لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ

دوسرا اعتراض ہے کہ میں جولاہا ہوں۔ تو بھائی جولاہا ہونا کوئی حقارت کی بات نہیں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی ہیں لیکن میں فاروقی النسب ہوں، میرا نسب نامہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، تھانہ بھون جا کر تحقیق کر لو میرے والدین کے نکاح کے گواہ اب بھی موجود ہیں۔

اور تیسری بات یہ لکھی ہے کہ ذرا سنبھل کر بیان کرنا تو اس کو نہیں مانوں گا۔ حق پیش کروں گا، اشرف علی اس سے نہیں ڈرتا۔ اہل بدعت سے خطاب تھا، پھر حضرت نے ایسی تقریر کی کہ سارے اہل بدعت تائب ہو گئے، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عظمتیں اور محبتیں آپ لوگ رکھتے ہیں اس کا ہمیں پتہ ہی نہیں تھا۔ ہم تو آپ کو دشمن رسول سمجھتے تھے لیکن آج پتہ چلا کہ اصلی عاشق رسول تو آپ ہی لوگ ہیں۔ اسی جون پور کے حفیظ صاحب تھے، حضرت نے فرمایا کہ یہ سفید داڑھی والے بڑے میاں کون ہیں؟ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ بڑے میاں وہی ہیں حفیظ جون پوری شاعر جو آپ کے پاس کس حالت میں گئے تھے، حضرت بہت خوش ہوئے۔

دیکھئے! کسی کو کوئی کیا حقیر سمجھے؟ جب ان کا انتقال ہونے لگا تو تین دن تک مسلسل روتے رہے۔ بس نماز پڑھتے تھے اور زمین پر ٹپ ٹپ کر رونے لگتے تھے، اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہو گیا۔ اپنے گھر میں اس دیوار سے اُس دیوار تک اُس دیوار سے اس دیوار تک ٹپٹپتے تھے۔ اور بس روتے تھے کہ یا اللہ! مجھ کو معاف کر دے! عجیب کیفیت تھی اور اسی حال میں زمین پر ٹپ ٹپ کر جان دے دی۔ دیکھئے گنہگاروں کی روح میں کیسا انقلاب آیا، حالت بدل گئی۔ ایک اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر توبہ کر کے پاک صاف ہو کر چلے گئے اور اپنے دیوان میں دو شعر بڑھا گئے، فرمایا کہ

مری کھل کر سیر کا ری تو دیکھو

اور ان کی شان ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں

گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

ہوا بیعت حفیظ اشرف علی سے

بدایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

19 فروری: صوبہ قندھار..... ضلع بولدک..... پولیس اور ایف سی پرفدائین کے حملے..... 30 اہل کار ہلاک

جولائی 2015ء

۸

نوائے افغان جریاد

ہماری وفاداری اور تعلق ان جماعتوں اور تنظیموں سے پہلے اپنی امت سے ہے

شیخ آدم یحییٰ عدن رحمہ اللہ

شیخ آدم یحییٰ عدن [شیخ عزام الامریکی] رحمہ اللہ کے اپنی شہادت سے قبل جماعت القاعدہ برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے Resurgence [انشاء ثانیہ] کو دیے گئے اپنے آخری انٹرویو کے چند اقتباسات قارئین کے پیش خدمت ہیں..... اس انٹرویو کا مکمل اردو ترجمہ ان شاء اللہ بہت جلد نوائے افغان جہاد میں شائع کیا جائے گا

افغانستان کا جہاد پوری امت کا جہاد ہے۔
مجاہدین کے پاس ہندوستان کو اپنے اولین ہدف میں رکھنے کے علاوہ اب اور کوئی چارہ نہیں!

امارت اسلامی افغانستان کے طالبان شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے سیاست اور سفارت کاری کے ماہر ہیں۔ جس امارت اسلامیہ نے ہمیشہ یہ بات واضح کی ہے کہ وہ دیگر ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات چاہتی ہے وہی امارت اسلامیہ ہے جس نے بامیان کے بتوں کو پر زور عالمی مخالفت کے باوجود گرایا اور شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو امریکہ کے حوالے کرنے سے صاف انکار کیا۔

.....

بنگلہ دیش میں اب اس بات کی ضرورت ہے کہ اتار ترک کی اس ناپاک جاں نشین حکومت کے خلاف حق بات کہنے میں ثابت قدمی دکھائی جائے، اس حکومت کے جرائم اور قوم سے غداری کو عیاں کیا جائے اور بنگلہ دیش کے مسلمان عوام کو ان کے اسلامی حقوق و واجبات سے آگاہ کیا جائے۔ ساتھ ساتھ تمام جائز ذرائع کے ذریعے اس نظام کے خلاف لڑا جائے اور اس کے بین الاقوامی پشت پناہ، یعنی امریکہ اور ہندوستان کو بھی ہدف بنایا جائے۔

.....

امارت اسلامیہ افغانستان کا ایک خاصہ اس کی متوازن، چلک دار اور فراست پر مبنی سیاست شریعہ ہے جس نے ابھی تک بہت سے تجربہ کار اور زیرک تجزیہ نگاروں اور مبصرین کو بھی حریت میں مبتلا کیے رکھا ہے۔

.....

امارت اسلامی افغانستان میں علما قیادت کرتے ہیں نہ کہ دوسروں کے پیچھے چلتے ہیں۔ یعنی وہ فیصلے کرتے ہیں، فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور پھر فیصلوں پر نظر ثانی بھی وہی کرتے ہیں۔ ان کا کام دوسروں کے فیصلوں اور پالیسیوں پر محض مہر تصدیق ثبت کرنا نہیں ہوتا۔

.....

اپنے مسلمان بھائیوں سے میں یہ کہتا ہوں: اگر آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو کارروائی جہاد سے پیچھے رہ گئے ہیں اور دشمنان اسلام کے خلاف جنگ میں ابھی تک شریک نہیں ہوئے، تو آپ کو اس بات کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ یہ جنگ آپ چاہیں یا نہ چاہیں آپ کے دروازے پر خود دستک دے گی۔ ہمارے دشمن شریعہ اور متکبر ضرور ہیں، لیکن وہ بہر حال احق نہیں، اور اپنی جارحیت کے اہداف چننے ہوئے وہ آغاز عموماً ایسی ہی کمزور کڑیوں سے کرتے ہیں جو عموماً معاشرے کے پرامن اور عدم تشدد کے حامی افراد ہوتے ہیں۔

.....

اگر ہم سنجیدگی سے اصلاح اور کامیابی ہے خواہاں ہیں..... اگر ہم شہدا اور اسیروں کی قربانیوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہیں..... اور اگر ہم اپنے سے پہلے گزرنے والے

21 فروری: صوبہ بلوچستان..... صدر مقام لشکر گاہ..... کچھ تیلی فوج کے قافلے پر مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ..... ایک پلائی اور دو فوجی رنجرز کا ٹریاں..... 10 سیکورٹی اہل کار ہلاک

تکفیریت ایک ایسی گمراہ کن سوچ ہے جو جہاد اور مجاہدین کی صف کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر چاٹ کر کھوکھلا کر دیتی ہے

کیا کوئی عقل مند شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ ہمارے مشائخ مثلاً شیخ اسامہ، شیخ عطیہ اور شیخ ابو یحییٰ رحمہم اللہ نے جب مسلمانوں اور مجاہدین کو یہ دعوت دی کہ وہ عراق اور شام ہجرت کر کے وہاں جہاد میں شریک ہوں تو ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ ایک 'ریاست' کا اعلان کیا جائے اور جو کوئی اس ریاست کو قبول کرنے سے انکار کرے یا اس میں شامل ہونے سے انکاری ہو تو اپنی بدوقوں کا رخ اس کی طرف کر دیا جائے؟

شیخ اسامہ رحمہ اللہ وہ شخصیت ہیں جنہیں مسلمانوں کا خون بہانے سے سخت نفرت تھی۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ شیخ اسامہ کے منہج کے ان لوگوں کے منہج سے کوئی ادنیٰ سا بھی تعلق ہو جو مجاہدین کی پوری کی پوری جماعتوں کو مرتد قرار دیتے ہیں اور ان کے خون کو مباح جانتے ہیں؟

وہ لوگ جو القاعدہ اور تنظیم دولہ کو ایک ہی سمجھتے ہیں اور ہمارے اور ان کے منہج کو یکساں تصور کرتے ہیں وہ شدید غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ وہ شخص ہیں جنہوں نے نہ تو کبھی جان بوجھ کر کسی مسلمان یا مجاہد کا خون بہایا اور نہ ہی مسلمانوں کے درمیان قتال اور فتنے میں شرکت کی۔ ان کا موازنہ ان لوگوں سے آخر کس طرح کیا جاسکتا ہے جو اس فتنے کو ختم کرنے کی تمام تر اپیلوں اور کوششوں کے باوجود پوری ہٹ دھرمی سے اس فتنے کو ختم کرنے سے نا صرف انکاری ہیں بلکہ جو مسلمان اور مجاہدین ان کی تنظیم کا حصہ نہیں اور ان کے نقطہ نظر سے متفق نہیں، ان کے خون اور اموال کو مباح قرار دیتے ہوئے ان کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج مرتدین والا برتاؤ کرتے ہیں۔

شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ جیسے محتاط اور اخلاقی اصولوں کے پابند شخص کا موازنہ ان لوگوں سے کیونکر کیا جاسکتا ہے جو نہ تو اپنوں اور غیروں کے درمیان تمیز کرنا جانتے ہیں اور نہ ایسے کفار جن کا قتل کرنا جائز ہے اور جن کا قتل ناجائز ہے ان کے درمیان فرق کر سکتے ہیں۔ اسی طرح غیر جانب دار اور جانب دار عناصر، مجاہدین اور صحوات [حکومتی لشکر] اور مجاہدین اور مرتدین کے درمیان فرق کرنے سے قاصر ہیں۔ گویا ان لوگوں نے جارج بش کا وہ بدنام زمانہ شعرا پنا لیا ہے کہ یا تم ہمارے ساتھ ہوں یا ہمارے دشمن کے ساتھ!

مجاہدین کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں حق کو حق کہنا ہوگا، انحراف کو انحراف کہنا ہوگا اور غلطی کو غلطی کہنا ہوگا۔ اور حق اور باطل کے درمیان فرق کو بلا تردد اور پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرنا ہوگا۔

تنظیمات مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہیں نہ کہ بذات خود ایک مقصد، اور ہماری وفاداری اور تعلق ان جماعتوں اور تنظیموں سے پہلے اپنی امت سے ہے، جس کا ہم ایک جزو لاینفک ہیں!

جب کبھی ذاتی یا تنظیمی مفادات کو اسلام اور مسلمانوں کے وسیع تر مفادات پر ترجیح دی جاتی ہے، تو امت کے جہاد کے لیے اس کے نتائج تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔

ایک مسلمان کا خون مقدس ہے، حتیٰ کہ بیت اللہ سے بھی مقدس! اور اس کو ناحق بہانا نہ صرف ظلم ہے، بلکہ کفر اور شرک کے بعد یہی سب سے بڑا گناہ ہے!

میرے محبوب بھائیو! میں آپ کے سامنے بس یہ نقطہ رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین پر ریاستیں قائم کرنے کے لیے نہیں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ ہم اس کے احکامات پر عمل کریں اور اس کی حدود کی پاس داری کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آزمائش کے طور پر دنیا میں بھیجا ہے، اور اگر ایک ریاست قائم کرنے اور اس کا دفاع کرنے کے نتیجے میں ہم اللہ تعالیٰ کے سکھائے گئے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کریں اور اپنی آخرت ہی کو ہٹھیں، تو پھر ایسی ریاست میں آخر کیا خیر ہے؟

ہمارے مشائخ مسلمانوں اور مجاہدین سے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ مصیبت کی گھڑی میں اپنے عراقی اور شامی بھائیوں کی مدد کے لیے جائیں اور ان کے بوجھ کو ہلکا کریں، نہ کہ اس میں الٹا اضافہ کر دیں! وہ اپنے بھائیوں کا حملہ آور دشمن سے دفاع کا مطالبہ کر رہے تھے، نہ کہ خود حملہ آور دشمن بن جانے کا!

میرے محبوب بھائی! مسلمان کو دین کے دائرے سے خارج قرار دینا کوئی ہلکا معاملہ نہیں! کسی مسلمان کا خون بہانا، اس کے مال پر قبضہ کرنا اور مسلمانوں کی حق تلفی کوئی معمولی بات نہیں۔ امت کا جہاد کوئی ویڈیو گیم نہیں، یہ حقیقی معرکہ ہے اور اس کے اس دنیا اور آخرت میں حقیقی نتائج نکلتے ہیں۔ اسلحہ اٹھانا ایک ذمہ داری ہے اور اس اسلحے کے ساتھ آپ جو کچھ بھی کریں گے اس کی مسؤلیت بھی آپ ہی پر ہے۔

21 فروری: صوبہ پکتیا..... صدر مقام گردیز..... مجاہدین کا گھات لگا حملہ..... سیکورٹی افسر کرنل رحیم ہلاک

۳۔ مجاہدین کے تمام معروف علماء کے فتاویٰ، آراء اور نصیحت سے روگردانی

۴۔ تکفیر میں غلو

۵۔ قتال کا رخ اسلام اور مسلمانوں کو لاحق اولین خطرات سے موڑ کر دیگر جہادی جماعتوں سے جھگڑوں یا پھر زیادہ سے زیادہ جانی خطرات اور دوسرے درجے کے دشمنوں کی طرف پھیر دینا۔

۶۔ اپنے آپ کو مسلمانوں کے اوپر حکومت کے طور پر مسلط کرنے کی کوشش کرنا اور امت کے اہل حل و عقد کے مشورے اور رضامندی کے بغیر اپنے امیر کو امت کا حاکم تصور کرنا۔

۷۔ مختلف خطوں میں موجود مجاہدین کی جماعتوں میں فتنہ اور خلفشار پھیلانا اور ان کی وحدت کو توڑنے کی کوشش کرنا۔

فقہاء کی اکثریت نے خارجیوں کے خلاف قتال یا انہیں مارنے کی صرف مخصوص حالات اور مخصوص شرائط کے ساتھ اجازت دی ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے الفاظ میں بہت محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے، اور لوگوں کو محض اس بنیاد پر خارجی قرار نہیں دینا چاہیے کہ وہ کسی مخصوص جماعت کا حصہ ہیں۔

صلیبیوں کی جانب سے عراق و شام میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پہ مگر مجھ کے آنسو بہانا ایسا یہی ہے جیسے کوئی ڈاکو جان و مال کی حرمت کا درس دے رہا ہو!

میں اپنے والدین کو بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں، یہ وہ واحد دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگا اور آخرت میں نجات کا واحد راستہ بھی یہی ہے۔

پھر جو کوئی دوزخ سے بچا لیا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا سو وہ مکمل کامیاب ہوا [آل عمران: ۱۸۵]

☆☆☆☆☆

”ہم ایک لائحہ عمل پر چل رہے ہیں اور ہمیں اس پر عمل کرنا ہے، جلدی نہ کیجیے، وقت سے پیش تر حرکت نہ کیجیے، قدم کو اس کی درستی سے قبل نہ اٹھائیے، آپ کو اس لائحہ عمل پر چلنا ہے، خواہ یہ کتنی ہی طویل مدت کیوں نہ لے لے۔ اب ایسا ہے کہ کبھی ہم سوچتے ہیں کہ صبح کے آٹھ بجیں اور خلافت قائم ہو جائے، یہ سب اتنی آسانی سے نہیں ہوتا۔ اس کے لیے بہت سی قربانیاں درکار ہیں۔“

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

یہ بات اب بہت واضح ہو چکی ہے کہ اس گروہ (داعش) میں، اور بالخصوص اس کی اعلیٰ سطح کی قیادت میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے نزدیک خون مسلم کی حرمت نہ ہونے کے برابر ہے اور جن کے لیے کسی مسلمان کو دین سے خارج قرار دینا اور اس کا خون بہنا اتنا ہی آسان ہے جتنا ”السلام علیکم“ کہنا!

اسلام کے دشمن یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ (تنظیم دولہ کے) یہ انتہا پسند اگر خطرہ ہیں تو اپنے ہی لیے اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے لیے خطرہ ہیں نہ کہ عالمی نظام کفر کے لیے!

مغرب میں رہنے والے جو مسلمان شام یا عراق جا کر تنظیم دولہ میں شامل ہونے کے خواہش مند ہیں ان کو میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اپنے ممالک میں موجود دشمنوں کے خلاف کارروائیاں کریں۔

الجزائر میں جی آئے اے کے انحرافات کا اثر بنیادی طور پر الجزائر تک ہی محدود تھا جب کہ تنظیم دولہ کے انحرافات کے اثرات ناصر علاقائی بلکہ عالمی سطح پر بھی محسوس کیے جا رہے ہیں۔

اگر ہمارے فیصلوں میں اصل حقائق کو سرسرا نظر انداز کر کے محض جذبات اور حد سے بڑھی ہوئی رجائیت پسندی ہی ہمارا اصل محرک ہے، تو پھر ریاستوں اور خلافتوں کے کھوکھلے اعلانات پہ ہی کیوں اکتفا کیا جائے؟ کیوں نہ پھر ہم آج فلسطین کی آزادی کا اعلان بھی کریں! یا پھر اس سے اگلے دن مسلم اندلس کی واپسی کا جشن بھی منالیں!

جب آپ اپنے آپ کو ایک ’اسلامی ریاست‘ قرار دیتے ہیں، اور آپ کے افعال کے نتیجے میں اسلام نظام حکومت امت کی اور دنیا کی نگاہوں میں بدنام ہوتا ہے تو پھر آپ ہی اس بدنامی کے ذمہ دار قرار پائیں گے۔

تنظیم الدولہ کے سب سے واضح اور خطرناک انحرافات مندرجہ ذیل ہیں

- ۱۔ مسلمانوں اور مجاہدین کا قتل اور ان پر ظلم و زیادتی
- ۲۔ دیگر مجاہدین کے خلاف قتال سے نہ رکنا اور ان کے ساتھ اپنے اختلافات میں شریعت کے احکامات سے اپنے آپ کو آزاد سمجھنا۔

21 فروری: صوبہ ہلمند..... ضلع ننگین..... کٹھ پتلی فوج کا حملہ نام..... مجاہدین سے چھڑپیں..... ایک فوجی ٹینک تباہ..... 5 فوجی ہلاک

شامی جہاد کی موجودہ صورت حال

منصور خان

سے بشاری فوج درافضی ملیشیا کو پیچھے دھکیل رہے تھے تو عین اس وقت داعش نے مجاہدین کی سپلائی لائن پر مارع کے علاقے میں حملے شروع کیے۔۔۔۔۔ داعش کے حملے اور آرٹلری برسانے کے عمل میں بشاری جنگی جہازوں نے داعش کی مدد شروع کر دی اور مارع پر بم باری شروع ہو گئی۔۔۔۔۔

اب صورت حال اس طرح ہے کہ داعش مارع پر زمینی حملے کر رہی تھی اور بشاری فضائیہ فضا سے اس کی مدد کر رہی تھی۔۔۔۔۔ زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بشاری سپلائی لائن داعش کے مقبوضہ علاقوں کے ساتھ سے گزرتی ہے لیکن داعش بشاری سپلائی کاٹنے کی بجائے الٹا مجاہدین کی سپلائی کاٹنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔۔۔ یہ نادان لوگ مجاہدین سے اپنی نفرت میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ وافض کے مقابلے میں مجاہدین کو نقصان پہنچانے سے بھی نہیں چوکتے۔۔۔۔۔ حالانکہ اسی سپلائی لائن کے ذریعے بشاری فوج حلب میں اہل سنت عوام کو نقل کرنے میں مصروف ہے لیکن اب تک یہ چیز بھی داعش کو حلب میں بشاری سپلائی کاٹنے کی کوشش پر آمادہ نہیں کر سکی۔۔۔۔۔

مارع کی سپلائی کاٹنے کی کوشش مہینوں سے جاری ہے، آخری کوشش میں داعش مارع کے قریب قصبے صوران اور اردگرد کے دیہات پر قابض ہو گئی جو کہ پہلے مجاہدین کے پاس تھے۔۔۔۔۔ مجاہدین کی جوانی کا ردوائی میں داعش بھاری جانی نقصانات کے بعد پسپا ہو گئی لیکن صوران پر قبضے کی لڑائی جاری ہے۔۔۔۔۔ داعش چونکہ اہل سنت مجاہدین پر مرتد ہونے کا فتویٰ لگاتی ہے اس لیے مجاہدین کے اہل خانہ اور عام اہل سنت کی خواتین کو بطور لونڈیاں اپنے لیے حلال سمجھتی ہے۔۔۔۔۔

صوران کے گرد و نواح کے علاقے سے داعش پسپا ہوتے ہوئے بہت سی خواتین کو لونڈیاں بنا کر لے گئی، استغفر اللہ علیٰ ذالک۔۔۔۔۔ اس بات کی گواہی محاذ پر موجود مجاہدین نے بھی دی اور اس کے علاوہ ان کی پسپائی کے بعد وہاں سے ان کے امرا کی طرف سے جاری کردہ حکم ناموں سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی۔۔۔۔۔ ان حکم ناموں میں داعش کے جنگ جوؤں کو غلام بنائی گئی خواتین کی تصاویر سوشل میڈیا پر نشر کرنے سے منع کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان درندوں کو غرق کرے جو اسلام کا نام لے کر اپنی ہوس کی غلامی کر رہے ہیں، آمین!

ان شاء اللہ، داعش کے فتنے کے باوجود حلب جلد آزاد ہوگا۔۔۔۔۔ حلب کے شمالی محاذ پر داعش کے حملوں کی وجہ سے ہی اب مغربی محاذ سے بشار خیز کو بھگانے کی کوشش

ارض شام امت مسلمہ کے لیے خوش خبریوں کی نوید بن رہی ہے۔۔۔۔۔ تقریباً ہر محاذ پر افغانی بشاری حکومت کی پسپائی کی خبریں تو اتار سے آرہی ہیں۔۔۔۔۔ کامیابیوں کا مرکز ارض شام میں ادلب صوبہ رہا اور یہاں پر افغانی افواج و ملیشیا نے بدترین شکستوں کا سلسلہ دیکھا۔۔۔۔۔ فتوحات کا دروازہ صوبہ ادلب کے صدر مقام ادلب شہر کی فتح سے وا ہوا، اس کے بعد مجاہدین اتحاد ”جیش الفتح“ کی کامیابیوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا، الحمد للہ۔۔۔۔۔ یہ سلسلہ ادلب سے آگے حماء اور علویوں کے گھر الاذقیہ تک لے جایا جائے گا، ان شاء اللہ!

ادلب شہر کی فتح کے کچھ دنوں بعد جسر الشغور، القرمیڈ کا فوجی مرکز، المسطومہ کا فوجی مرکز، اریحا کا شہر فتح ہوئے۔۔۔۔۔ ان تمام علاقوں سے بشاری فوج کو بڑے جانی و مالی نقصانات کے بعد فرار ہونا پڑا۔۔۔۔۔ ان کے آگے برساتے جہازوں کی مدد ان کے کسی کام نہ آئی۔۔۔۔۔ اب صورت حال یہ ہے کہ چند علاقوں کے علاوہ تقریباً تمام ادلب مجاہدین کے کنٹرول میں ہے اور بشاری حکومت پر سینکڑوں فوجی مروانے کے بعد یہاں سے فرار پر مجبور ہے۔۔۔۔۔ مجاہدین الغریکا کے اہم علاقے کا محاصرہ کر رہے ہیں، جیسا کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بشاری حکومت علوی آبادی کے تعاون پر کھڑی ہے اور ادلب کے ساتھ الاذقیہ کا ساحلی علاقہ ان علویوں کا مرکز کہلاتا ہے۔۔۔۔۔ مجاہدین کی ادلب میں فتوحات اور پیش قدمی سے یہاں علوی علاقوں میں خوف کی لہر دوڑ گئی ہے۔۔۔۔۔ الاذقیہ کے مرکزی علاقے ادلب کی سرحد سے تقریباً ۷۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں، مجاہدین کی طرف سے ایک بڑی پیش قدمی علوی قوتوں کو جڑ سے ہلا سکتی ہے!

حلب کے اہم ترین محاذ سے بھی اچھی خبریں آرہی ہیں، اس سال مجاہدین اور مزاحمت کار بشاری فوج و ملیشیا کو ان کی فرنٹ لائنز سے کافی پیچھے دھکیلنے میں کامیاب رہے۔۔۔۔۔ حلب شہر کو آزاد کروانے کے لیے مزاحمت کاروں کی ۳۱ جماعتوں نے اتحاد بنایا ہے اور یہ اتحاد بشاری فوج کو مغربی محاذ سے پیچھے دھکیل کر اب تک راشدین، لامرون اور الخالدیہ کے کافی علاقوں پر قابض ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ مزید پیش قدمی بھی جاری ہے، دوسری طرف مجاہدین اگرچہ اس اتحاد میں شامل نہیں لیکن وہ بھی مغرب اور شمالی محاذوں پر بشار کے خلاف دیوار بنائے کھڑے ہیں۔۔۔۔۔

یہاں ایک اہم بات تنظیم داعش کی طرف سے بشار اور داعش کا تعاون دیکھنے میں آیا ہے۔۔۔۔۔ جس وقت مجاہدین شمال کی طرف سے الملاح، صیفات و غیرہ کے علاقوں

کرد اس وقت المرتقہ شہر سے ۵۰ کلومیٹر دور ہیں..... کردوں کی جانب سے پیش قدمی سے عرب دیہات کردوں کے رحم و کرم پر ہیں..... جو پہلے داعش کے مظالم سہتے تھے اب کردوں کے مظالم کا شکار ہیں! دوسری طرف داعش حاکم شہر کو فتح کرنے کی کارروائی میں مصروف ہے..... حاکم سے بشاری فوج کافی حد تک شکست کھا چکی ہے لیکن اصل خطرہ کرد ہیں جو پیچھے بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں اور داعش اور بشار کی لڑائی میں اپنا فائدہ دیکھ رہے ہیں!

ایک اور اہم محاذ قلمون ہے جہاں مجاہدین خصوصاً جہت النصرہ کے مجاہدین ان پہاڑیوں پہ لبنانی حزب اللہ سے جنگ میں مصروف ہیں اور یہاں بھی حزب اللہ کو مجاہدین کے ہاتھوں شدید جانی نقصانات کا سامنا ہے..... قلمون کی ایک اہم بات حلب ہی کی طرح داعش کی طرف سے مجاہدین سے جنگ ہے..... مجاہدین جو قلمون میں حزب اللہ کے خلاف برسر پیکار ہیں ان کو داعش کے فتنے کا بھی مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے..... لیکن الحمد للہ داعش کے بہت سے جنگ جو مغربی قلمون میں اپنی جماعت کی اس دوغلی پالیسی کی وجہ سے مجاہدین سے آٹے ہیں، شرقی قلمون میں شدید جانی نقصانات کے باوجود داعش کا فتنہ ابھی باقی ہے!

دمشق اور القنطرہ کے محاذوں پر کوئی بڑی قابل ذکر تبدیلی دیکھنے میں نہیں آئی..... القنطرہ میں مجاہدین جماعتوں نے مل کر ”جیش الحرمون“ کے نام سے اتحاد بنایا ہے جس کا مقصد القنطرہ سے پیش قدمی کر کے شرقی غوط کا محاصرہ توڑنا ہے۔

الحمد للہ، مجاہدین شام میں ثابت قدم ہیں اور اس ثابت قدمی کے ثمرات آنا شروع ہو گئے ہیں..... رافضی دنیا شام کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے اپنا پورا زور لگا رہی ہے..... ایک بار شام ان روافض سے پاک ہو گیا تو ان کی سپلائی اور کمیونیکیشن میں ایک بڑی دراڑ پڑ جائے گی جس کے بعد ان کو باقی محاذوں پہ شکست دینا اس سے زیادہ آسان ہوگا، ان شاء اللہ!

☆☆☆☆☆

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کا علمائے کرام کے نام پیغام

”اے علمائے کرام! میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ امت میں اپنے دین، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور اپنے مقدسات کے دفاع کی خاطر اللہ کی راہ میں شہادت پانے کی محبت پر ابھاریں۔ آپ امت کو یہ سکھائیں کہ اللہ کے راستے میں جان دینا اللہ کی نافرمانی میں زندگی گزارنے سے بہتر ہے۔ نیز ظلم کے خلاف مزاحمت کرنے کی قیمت کم اور تھوڑی ہے، بہ نسبت اس قیمت کے جو ظلم کے آگے سر جھکانے کی وجہ سے سبھی پڑتی ہے۔ اور آپ اپنی امت کو سکھائیں کہ جو کوئی آزادی کی خواہش رکھتا ہے تو اسے اس کی قیمت بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور آزادی کی قیمت موت ہے۔“

23 فروری: صوبہ قندوز..... ضلع امام صاحب..... مجاہدین کے کٹھ پتلی فوجوں پر حملے..... 11 فوجی ہلاک..... 8 زخمی

شروع کی گئی ہے، جہاں پر داعش موجود نہیں اور بشار کے خلاف مجاہدین کی پیش قدمی کی صورت میں ان کی پشت پر داعش کے وار نہ ہونے کے سبب مضبوط پوزیشن میں ہیں..... ایک اور اہم محاذ درعاء کا صوبہ ہے۔ یہاں بھی کامیابیوں کی ایک لمبی فہرست ہے، تازہ ترین فتوحات میں سب سے اہم شام کی دوسری بڑی بریگیڈ ۵۲ کا فتح ہونا ہے..... اس کے بعد مزاحمت کاروں نے ضلع کے ایئر بیس پر بھی شدید حملے کیے اور اس کے کافی حصے پر قبضہ کر لیا، لیکن بعد میں کچھ سیاسی وجوہات کی بنا پر یہاں سے پسپا ہو گئے..... بریگیڈ ۵۲ اور ضلع ایئر بیس پر حملے میں بشار نے بھاری جانی نقصان اٹھایا..... ضلع ایئر بیس پہ فتح حاصل کرنے سے بشاری قوتوں کی جنوت میں فضائی طاقت بہت حد تک ختم ہو جائے گی.....

اس وقت ”جنوبی محاذ“ کے مزاحمت کار اور درعاء میں ”جیش الفتح“ کے مجاہدین، درعاء کے بڑے شہر کو فتح کرنے کی کارروائی میں مصروف ہیں..... آخری اطلاعات تک مجاہدین، درعاء کے ۸۵ فیصد شہر کو آزاد کروا چکے ہیں اور اہم عسکری مقامات پر قابض ہو گئے ہیں! اللہ اکبر!!! ان شاء اللہ جلد ہی ہم درعاء کی آزادی کی خبر سنیں گے اور جلد ہی درعاء سے دمشق کی طرف مزید پیش قدمی ہوگی، ان شاء اللہ!

داعش نے دیر الزور کے صحرائیں حص کی سمت پیش قدمی کرتے ہوئے پامیر کے اہم شہر کو بشار سے چھین لیا ہے اور اس کے قریب واقع بہت سی گیس فیلڈز پر قبضہ کر لیا ہے..... ان فیلڈز پر قبضہ سے بشاری نظام توانائی کے بحران کا شکار ہو گیا ہے..... تیل کی عالمی مارکیٹ کے ذرائع کے مطابق اس وقت ۱۰ ارب ایرانی بڑے آئل ٹینکر بشاری نظام کو تیل سپلائی کر کے اس کی کوپور کر رہے ہیں، ہر ٹینکر میں لاکھوں بیرل تیل کی گنجائش ہے..... دونوں ممالک پر اقوام متحدہ کی پابندیوں کے تناظر میں یہ ”غیر قانونی“ بھی ہے لیکن اقوام متحدہ تو پہلے سے ایران اور بشاری نظام کے حق میں خاموشی حمایتی والا کردار ادا کر رہا ہے، اس لیے ”قانون شکنی“ پر پُچ سا دھے بیٹھا ہے..... یہ آئل ٹینکر ایرانی جزیرے میری اور خاگ سے براستہ آبنائے ہرمز اور سوئز کینال کے ذریعے تیل کو بنیاس کی تیل کی ریفائنریز تک پہنچا رہے ہیں۔

شام میں اس وقت توجہ کا اہم مرکز کردوں کی داعش کے خلاف بڑی کامیابیاں بنی ہوئی ہیں..... کرد کو بانی میں داعش کو شکست دینے کے بعد پیش قدمی کرتے ہوئے فرات کے کنارے کے بڑے حصے پر قابض ہو گئے ہیں، دوسری طرف کردوں کی کینیڈنمنٹس کو بانی اور جزیرہ آگے بڑھتے بڑھتے آپس میں مل گئے ہیں اور کچھ دن پہلے انہوں نے تیل ایٹش کے بڑے شہر کو داعش سے چھین لیا ہے..... اس کے علاوہ انہوں نے سالوک، عین العروس، عین العیسیٰ اور بریگیڈ ۹۳ جیسے علاقے داعش سے حاصل کر کے ”خلافت مزمومہ“ کے مرکز المرتقہ شہر کے لیے خطرے کی گھنٹیاں بجادی ہیں!

جہادِ شام..... ماضی، حال، مستقبل

حسان کوہستانی

ماٹھے پر رافضی نعرے لکھے ہوئے تھے۔ شہید ہونے والے تقریباً سبھی افراد کو یا تو قریب سے گولیاں ماری گئیں تھیں یا چھریوں سے ذبح کیا گیا تھا..... جولہ قتل عام میں بشاری حکومت کے ملوث ہونے کے خلاف اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کی کونسل میں بشاری حکومت کے خلاف قرارداد ۴۱ کے مقابلے میں ۶ ووٹوں سے پاس کر لی گئی..... روس، چین، بولیویا، سوڈان اور کیوبا نے اس قرارداد کے خلاف بشار کے حق میں ووٹ دیا..... ان ممالک کا ذکر کرنے کا مقصد شامی عوام کے قتل عام میں بشار کے حمایتیوں کا نام بتانا ہے.....

حماء کے پاس القیبر کا سنی اکثریتی علاقہ ہے جس کے آس پاس علوی شیعہ کے کچھ گاؤں بھی پائے جاتے ہیں..... ۶ جون کو بشاری شہید نے اس علاقے میں داخل ہو کر ۷۸ افراد کو شہید کر دیا..... ان لوگوں کو بھی قریب سے گولیاں ماری گئیں اور چاقو چھریوں سے ذبح کیا گیا..... بشاری سرکاری ٹی وی نے چند ”دہشت گردوں“ کی ہلاکت کی جھوٹی خبر چلائی..... یو این کے مانیٹرز نے اس قتل عام کا بھی جائزہ لینے اس گاؤں میں جانے کی کوشش کی تو بشاری فوج نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور ان پر ہلکے ہتھیاروں سے فائرنگ کی.....

۸ جون کو ان معائنہ کاروں کو گاؤں میں داخل ہونے دیا گیا۔ ان کے ساتھ بی بی سی کا ایک صحافی پال ڈیہنر بھی تھا، پال کے مطابق گاؤں میں اکثر دیواریں خون سے سرخ تھیں اور ہر طرف جلے ہوئے گوشت کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ ان کو وہاں ایک بھی لاش نہ ملی، مقامی لوگوں کے مطابق علوی ملیشیا قتل عام کرنے کے بعد ان لاشوں کو اپنے ساتھ لے گئی..... بشاری حکومت نے ان حقائق پر پردہ ڈالنے کے لیے خود ایک کمیشن بنایا تاکہ قتل عام کی ”تحقیقات“ ہو سکیں..... لیکن اللہ کا کرنا ہوا کہ کمیشن کا سربراہ ”طلال حوشان“ کچھ دنوں بعد ہی بشاری حکومت سے منحرف ہو گیا اور اس نے بشاری حکومت اور اس کے اتحادی علوی ملیشیا کی طرف سے عورتوں اور بچوں کے قتل عام کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

اتنا خون ناحق بہہ جانے اور قاتلوں کی واضح نشان دہی بمعہ ثبوت ہو جانے کے باوجود ایک پتہ بھی نہ ملا اور اقوام متحدہ کا ”عالمی اور معیاری انصاف“ اب بھی مذمتوں تک محدود رہا..... ارض شام کے لیے انسانی معیار اور ہمدردی صرف باتوں کی حد تک رہی..... یہ قتل عام اور اس کے علاوہ روزانہ ہونے والے معمول کے مظالم اس التوائے جنگ کے عرصہ کے دوران میں ہوئے جس کا معاہدہ بشاری حکومت نے کیا تھا..... یہ

۱۵ مارچ ۲۰۱۲ء کو شامی عوام نے اپنی جدوجہد کے ایک سال مکمل ہونے کی خوشی منائی، اس حوالے سے بڑے پیمانے پر مظاہرے اور ریلیاں منعقد کی گئیں۔ اقوام متحدہ کی کوششوں سے بشاری حکومت اور شامی مزاحمت کاروں کے درمیان التوائے جنگ کا وقتی معاہدہ ہوا لیکن اس معاہدے کی حقیقت یہ ہے کہ جب یہ معاہدہ کیا جا رہا تھا اس وقت بھی بشاری فوج عام شامی مسلمانوں کا قتل عام کرنے میں مصروف تھیں..... اس دوران میں مزاحمت کاروں کے مطابق ۹ مارچ ۲۰۱۲ء کو ۴ مزید شامی جنرل مزاحمت کاروں سے آٹے، یہ تعداد کچھ روز پہلے منحرف ہونے والے ۲۲ جنرلوں اور ۴ کرنلوں کے علاوہ تھی..... ایک جنرل نے انکشاف کیا کہ تقریباً ۲ ہزار کے قریب بشاری فوج کے سنی افسران کو گرفتار کیا جا چکا ہے تاکہ وہ منحرف نہ ہو جائیں، صرف سنی ہونا بشاری حکومت کی نظر میں جرم تھا..... ۱۵ مارچ کو ترکی کی حکومت نے تصدیق کی کہ پچھلے ایک ہفتے میں ۷ شامی جنرل بشاری فوج کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں..... ۱۸ مارچ کو مزید ۲ جنرل شامی فوج کا ساتھ چھوڑ کر ترکی آ گئے..... اتنے بڑے پیمانے پر بشاری فوج سے انحراف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نچلے پیمانے پر عام فوجیوں کے انحراف کی شرح کیا رہی ہوگی! بشاری فوج اندر سے مکمل طور پر ٹوٹ رہی تھی، ایسے وقت میں اسے ایرانی اور لبنانی روافض نے سہارا دیا اور اسے وقتی طور پر شکست سے بچالیا۔

اپریل ۲۰۱۲ء میں بشاری حکومت اور حمیش الحر کے مزاحمت کاروں میں التوائے جنگ کا معاہدہ طے پایا جو کہ چند ماہ تک صرف کاغذات کی حد تک قابل عمل رہا..... اس دوران میں بشاری حکومت فرقہ پرستی کی بنیاد پر شامی اہل سنت کے خون کی ہوئی کھیلی رہی..... اسی عرصہ میں ”حولہ کا قتل عام“ اور ”القیبر کا قتل عام“ جیسے بدترین مظالم کیے گئے!

حولہ کا علاقہ حمص کے جنوب مغرب میں واقع ہے..... ۲۵ مئی ۲۰۱۲ء کو بشاری غنڈوں ”شبیہ“ نے اس علاقے میں داخل ہو کر ۱۰۸ افراد کو شہید کر دیا جن میں ۳۴ خواتین اور ۴۹ بچے شامل تھے..... اقوام متحدہ کے تفتیش کاروں کے مطابق ”یہ بات مکمل ثبوتوں اور وثائق سے کہی جاتی ہے کہ حولہ کا قتل عام بشار کے حامیوں نے سرانجام دیا جب کہ کسی اور قوت کے اس بھیانک عمل میں ملوث ہونے کے کوئی ثبوت نہیں پائے گئے“..... شامی حکومت نے ہمیشہ ہی کی طرح اس قتل عالم کی ذمہ داری مجاہدین اسلام پر ڈال دی جس کی تردید بھی فوراً کر دی گئی..... یعنی گواہان کے مطابق قاتلوں نے اپنے

قالتوں کی حکومت ارض شام میں امن عامہ اور عوام کی جان و مال کے تحفظ میں کتنی سنجیدہ تھی، اس بات کا اندازہ اس حکومت کے ایسے کارناموں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے!

جولائی میں دوبارہ باقاعدہ لڑائی شروع ہو گئی، اس عرصہ میں قابل ذکر اور بڑی لڑائیاں حمص، دمشق، ادلب اور حلب میں لڑی گئیں۔ حمص میں مجاہدین نے القصر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور ادلب میں مجاہدین سراقب شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن سب سے اہم اور بڑی لڑائی دمشق میں لڑی گئی۔ ۱۵ جولائی کو ہزاروں مجاہدین نے دمشق کے مرکزی شہر پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا، مجاہدین کی تعداد ایک اندازے کے مطابق ۲۵۰۰ سے ۵۰۰۰ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ بشاری ذرائع کے مطابق ان کو اس حملے کا پہلے سے علم ہو گیا تھا اس لیے دمشق کے دفاع کے انتظامات کر لیے گئے تھے اور وہ اس حملے کی امید کر رہے تھے۔

مجاہدین کا حملہ ابتدا میں بہت تیز اور تباہ کن تھا، جلد ہی وہ دمشق کے وسط تک پہنچ گئے اور شہر میں شدید لڑائی شروع ہو گئی۔ بشاری حکومت بڑے پیمانے پر جنگی تیاریوں کے باوجود بہت بدحواسی کا شکار تھی، مجاہدین نے شہر کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا، ایئر پورٹ جانے والے راستے بند ہو چکے تھے، لڑائی کا دائرہ کار شہر کے اندر ہونے کے باوجود بشاری حکومت اس لڑائی میں بھاری ہتھیاروں کا اندھا دھند استعمال کر رہی تھی۔ میدان، تدمھون، بارزخ اور قابون کے مرکزی علاقوں پر شدید شیلنگ اور ہیلی کاپٹر سے راکٹ فائر کیے جاتے رہے۔ زمینی فوج ایک بڑی تعداد میں ان حملہ آور مجاہدین کو گھیرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مجاہدین کی طرف سے اس حملے کے مقاصد واضح نہ ہو سکے۔ ایک کمانڈر کے مطابق یہ دمشق کو آزاد کروانے کی کارروائی تھی لیکن مجاہدین کے ترجمان طارق کے مطابق یہ دمشق پر ایک معمول کا حملہ تھا۔

۱۹ جولائی کا دن بشاری حکومت کے بڑے نقصانات کا دن ثابت ہوا۔ ایک فرائی حملہ آور نے شامی نیشنل سیکورٹی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا۔ اس حملے میں شامی حکومت کے بڑے بڑے نامور لوگ مردار ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں شامی وزیر دفاع داؤد راجیہا، سابق وزیر دفاع حسن ترکمانی، بشار کا بہنوئی جنرل آصف شوکت، شامی انٹیلی جنس کے تحقیقاتی شعبے کا سربراہ حافظ مخلوف ہلاک ہو گئے۔ اس کے علاوہ بہت سی سیکورٹی ایجنسیز کے انچارج اور دوسری اہم شخصیات ہلاک ہونے والوں میں شامل تھیں۔ شام کا انٹیلی جنس چیف حشام بختیار بھی اس حملے میں شدید زخمی ہوا، جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ ایک بہت بڑی تعداد زخمیوں کی تھی، ان زخمیوں میں بھی شامی حکومت کے بڑے اہم لوگ شامل تھے۔ شامی وزیر داخلہ محمد ابراہیم الشار بھی زخمی افراد میں شامل تھا۔

اس کامیاب حملے کی ذمہ داری لواء الاسلام کے مجاہدین نے قبول کی۔ اس

حملے کے بعد بشاری حکومت نے مجاہدین کے علاقوں پر بم باری اور شیلنگ کا سلسلہ تیز کر دیا۔ اس دوران میں بشاری حکومت کی ان بم باریوں کا بڑا نشانہ عام لوگ ہی بنتے رہے۔ سیدہ زینب کے علاقے میں ایک جنازے پر فائرنگ کر کے ۱۰۰ سے زیادہ افراد کو شہید کر دیا گیا۔

جولائی کے آخر میں بشاری فوج مزاحمت کاروں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن اس لڑائی میں بشار کو بھاری جانی و مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔ اس دوران میں جب کہ لڑائی بشار کے صدارتی محل کے ارد گرد جاری تھی، بزدل بشار خود لاذقیہ کے ساحلی علاقوں کی طرف بھاگ گیا تھا۔ مجاہدین کی پسپائی کے باوجود چھوٹی جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ جیش الحر نے پسپا ہونے کے بعد چھاپہ مار کارروائیوں کا اعلان کیا تھا۔ دمشق شہر کا کنٹرول دوبارہ حاصل کر لینے کے بعد بشاری حکومت نے اپنے بڑے جانی و مالی نقصانات کا بدلہ لینے کے لیے سنی اکثریتی علاقوں کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں۔

دمشق کی اس شدید لڑائی کے بعد فریقین کی توجہ کا مرکز حلب کا تجارتی شہر بن گیا۔ حلب کی لڑائی بھی جولائی ۲۰۱۲ء ہی میں شروع ہوئی جو کہ اب تک جاری ہے۔ یہ لڑائی اپنی دشت اور اہمیت کی وجہ سے لڑائیوں کی ماں کہلاتی ہے۔ اس لڑائی میں ایک طرف بشاری فوج و نیشنل فورس، بعث بریگیڈ، بشاری شبیہ، ایرانی IRGC (ایرانی انقلابی گارڈ)، لبنانی حزب اللہ اور کچھ دوسری رافضی ملیشیا کے جنگ جو بشاری حکومت کو بچانے کے لیے لڑ رہے ہیں۔ دوسری طرف مجاہدین جھتہ النصرہ، احرار الشام، جھتہ انصار الدین (قواز کے مجاہدین) اور جیش الحر سے منسلک مختلف بریگیڈز اس شہر کو روافض کے پنجے سے آزاد کرانے کے لیے لڑ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اخوان المسلمون سے منسلک جماعتیں بھی کافی تعداد رکھتی ہیں۔

حلب کے پاس کرد بھی کافی تعداد میں آباد ہیں، شروع میں کردوں نے صلاح الدین بریگیڈ بنائی جو مجاہدین سے مل کر بشار سے لڑتی تھی، جب کہ کردوں کی جماعت PYD کے مزاحمت کاروں اور بشار دونوں سے برے تعلقات تھے۔ ان کا موقف (حلب میں) یہ ہے کہ عرب کردوں کے علاقوں سے دور ہیں اور کرد عرب علاقوں میں نہیں آئیں گے۔ یہ جماعت بشاری فوج سے بھی لڑتی ہے جب بشاری فوج کی طرف سے ان پر حملہ کیا جاتا تو وہ نہ یہ خاموش رہتے۔ حلب کی اس مشہور اور بڑی لڑائی کا اہم ترین خاصہ بشاری آرمی کی طرف سے رہائشی علاقوں پر سیکڑوں کی تعداد میں بیرل بم گرنے کی وجہ سے اب تک ہزاروں افراد شہید اور زخمی ہو چکے ہیں اور اس بم باری کی وجہ سے لاکھوں لوگ اس شہر کو چھوڑ کر پناہ گزیں بننے پر مجبور ہیں۔ حلب شام کا صنعتی و تجارتی مرکز ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ جو فریق حلب کو کنٹرول کرے گا وہی ارض شام کا فاتح کہلائے

23 فروری: صوبہ میدان..... ضلع چک..... مجاہدین کا پولیس، کچھ پتلی فوج اور مقامی جنگ جوؤں کے مشترکہ قافلے پر حملہ..... ایک بکتر بند گاڑی تباہ..... ۱۶ اہل کار ہلاک..... پانچ

میں سست پیش قدمی شروع کردی اور حلب میں ایک اور سپلائی روٹ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سپلائی کے بعد مجاہدین کی طرف سے بشاری افواج کے کیے گئے محاصرے کا خاتمہ ہو گیا..... اس سپلائی کے باوجود حلب میں مجاہدین کی پوزیشن مضبوط تھی.....

۲۰۱۳ء کے آخر تک حلب میں جاری لڑائی میں دونوں فریقین اپنی اپنی جگہوں پر جمے رہے اور کوئی بھی فریق فیصلہ کن پیش قدمی یا علاقہ فتح کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اصل میں جون ۲۰۱۳ء میں قصیر کے شہر پر قبضے کے بعد بشاری قوتیں وہاں سے فارغ ہو کر حلب میں محصور بشاری فوج کی مدد کے لیے آگئیں جس کے بعد بشاری فوج کے مورال اور تعداد واسلحے میں بہتری آئی اور یہ لوگ محاصرہ توڑ کر سپلائی کا راستہ بحال کرنے میں کامیاب ہو گئے..... اس دوران میں حصے کے صوبے میں بشار کے خلاف کارروائیاں تیز ہو گئیں جس کی وجہ سے بشاری فوج کے کچھ حصے کو حلب سے نکال کر حصے لے کر جانا پڑا، مجاہدین نے اس کمزوری کے بعد بشاری فوج و ملیشیا پر کامیاب حملے کیے اور خان الاصل اور المناغ ایئر بیس کو فتح کر لیا.....

۲۰۱۳ء کے آخر تک دونوں اطراف سے لگاڑ حملے جاری رہے لیکن فیصلہ کن برتری کسی کو حاصل نہ ہو سکی..... اس صورت حال میں بشار فوج اپنی عددی برتری کے بل بوتے پر کسی نہ کسی حالت میں سستی سے پیش قدمی کرتی رہی..... ۲۰۱۳ء میں بشاری پیش قدمی جاری رہی اور انہوں نے نئی میں شیخ نثار کے صنعتی علاقے پر بھی قبضہ کر لیا جس کے بعد حلب کی مرکزی جیل کا مجاہدین کا محاصرہ ختم ہو گیا اور یہ علاقے بھی بشاری قبضے میں آ گئے۔ اصل میں بشاری قوتوں کا منصوبہ شمال سے پیش قدمی کرتے کرتے آگے نبل اور زہرہ کے شیعہ علاقوں تک آ کر حلب کے آزاد علاقوں کا محاصرہ کرنا تھا اور اپنے جنگی وسائل کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب ہو رہے تھے..... بشاری پیش قدمی کرتے کرتے الملاح کے علاقے تک آ گئے اور صرف چند سو میٹر کی پیش قدمی کے بعد مجاہدین کا مکمل محاصرہ کر لینے کی پوزیشن میں تھے!

آگے ۲۰۱۵ء کا سال بشار کے لیے حلب میں بہت مختلف ثابت ہونے والا تھا..... حلب کے ۲۰۱۵ء کے واقعات کی تفصیل نوائے افغان جہاد مئی ۲۰۱۵ء کے شمارے میں الگ مضمون میں پیش کی گئی تھیں لیکن واقعات کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے ہم آئندہ ان واقعات کو مختصر بیان کر کے موجودہ صورت حال سے جوڑیں گے..... اس کے بعد دوبارہ ارض شام کے باقی علاقوں کی جدوجہد کا حال ۲۰۱۲ء میں وہیں سے شروع کریں گے جہاں سے سلسلہ منقطع ہوا تھا، ان شاء اللہ!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

گا..... یہی وجہ ہے کہ دونوں فریق سالوں سے اس شدید جنگ میں مصروف ہیں اور کوئی بھی سپلائی کے لیے تیار نہیں!

حلب کی لڑائی کا آغاز جولائی میں صلاح الدین ڈسٹرکٹ سے ہوا..... یہ بات واضح نہیں کہ اس ڈسٹرکٹ میں مجاہدین پہلے سے موجود تھے یا باہر سے آ کر انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا..... ایک ہزار کی تعداد میں مجاہدین حلب میں اخل ہو گئے، اگست تک مجاہدین نے شہر کے مشرقی حصے پر مکمل قبضہ کر لیا تھا..... جب کہ بشاری قوتیں حلب کے مغربی حصے پر قابض تھیں..... ۲۰۱۲ء کے آخر میں مجاہدین نے ادلب کے شہر مرآت النومان کو بشار سے آزاد کر لیا جو کہ حلب میں بشاری فوج کی مرکزی سپلائی لائن تھی..... اس طرح حلب میں بشاری قوتیں محاصرے میں آ گئیں اور مجاہدین ان کے مقابلے میں بہتر پوزیشن میں تھے.....

بشاری افواج کی سپلائی فضائی ذریعے سے جاری تھی، حلب کی لڑائی میں مجاہدین کا اہم کامیابی خان الاصل کی فتح کی صورت میں ملی۔ اس لڑائی میں مجاہدین نے سیکڑوں بشاری فوجیوں کو جنم واصل کیا۔ اس لڑائی اور اس علاقے کی فتح میں مجاہدین جہت النصرہ (تنظیم القاعدہ الجہاد فی البلاد الشام) نے اہم کردار ادا کیا..... دمشق میں ہونے والی سپلائی کے بعد مجاہدین نے ایک اہم سبق سیکھا، اب مجاہدین علاقوں کو فتح کرنے سے پہلے وہاں قائم فوجی مراکز اور ایئر پورٹ کو آزاد کرانا اہم سمجھتے تھے کیونکہ بشاری افواج کی سپلائی و قیام انہی عسکری مراکز میں ہوتا تھا..... اس سلسلے کی پہلی کارروائی ”المناغ ایئر بیس“ کی فتح تھی..... یہ ایئر بیس مہینوں سے مجاہدین کے محاصرے میں تھا اور اس کو فتح کرنے کی کوششیں جاری تھیں..... بیس میں موجود بشاری فوج کو ہوائی راستے سے سپلائی جاری تھی..... اس بیس سے منحرف ہونے والے فوجیوں کے مطابق بشاری فوجی کی حالت بہت بری ہو گئی تھی اور فوجی لڑائی سے جان چھڑانے کے لیے جان بوجھ کر خود کو زخمی کر رہے تھے..... اس وقت صرف بشاری ایئر فورس کے جہاز ہی تھے جو اپنی مسلسل بم باری کے ذریعے مجاہدین کو بیس فتح کرنے سے روکے ہوئے تھے.....

اگست ۲۰۱۳ء کے آخر میں بیس کے مرکزی حصوں کو فتح کرنے کے لیے آخری بڑا حملہ کیا گیا..... المناغ بیس کے ایک بڑے حصے پر مجاہدین پہلے ہی قابض تھے، بیس کے کمانڈر کو گرفتار کر لیا گیا..... ۳۲ بشاری فوجی اس حملے میں مارے گئے اس ۷۶ بشاری فوجی پسپا ہو گئے جنہوں نے اگلے دن نسبتاً نرم دشمن YPG کے جنگ جوؤں کو گرفتاری دے دی، اس بیس کو تنظیم داعش اور جیش الحر کے مزاحمت کاروں نے مل کر فتح کیا۔

۲۰۱۳ء کی بہار میں بشاری فوج کو لبنانی حزب اللہ کی کمک اور روسی اسلحے کی بڑی کھیپ مل گئی جس کے بعد بشاری فوج نے حزب اللہ اور روسی اسلحے کے زور پر حلب

نصائح

صاحب سرا النبی
سیدنا خزیفہ بن یمان
رضی اللہ عنہ کے

حضرت ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خذیفہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

”اے لوگو! اور لوگ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا تو کیا تم لوگ زندوں میں سے مردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، انہوں نے لوگوں کو گمراہی سے ہدایت کی طرف اور کفر سے ایمان کی طرف بلایا، پھر جس کا مقدر اچھا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر لیا اور جو لوگ مردہ تھے وہ حق کو قبول کر کے زندہ ہو گئے اور جو زندہ تھے وہ باطل پر چلتے رہنے کی وجہ سے مردہ ہو گئے..... پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے) نبوت چلی گئی، پھر نبوت کے نہج پر خلافت آ گئی، اب اس کے بعد ظلم والی بادشاہت ہوگی۔ جو ان کے ظلم پر دل، زبان اور ہاتھ سے انکار کرے گا تو وہ پورے حق پر عمل کرنے والا ہوگا اور جو ہاتھ کو روک لے گا اور صرف دل اور زبان سے انکار کرے گا وہ حق کے ایک حصہ کو چھوڑنے والا ہوگا اور جو ہاتھ اور زبان کو روک لے گا اور صرف دل سے انکار کرے گا وہ حق کے دو حصوں کو چھوڑنے والا ہوگا اور جو دل سے بھی انکار نہیں کرے گا وہ انسان زندوں میں سے مردہ ہے۔“

[ابونعیم فی الحلیۃ: ج ۱، ص ۲۷۴]

اسلامی جہاد کا ناقابل تسخیر سامان..... صبر، تقویٰ اور نماز

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کاراز کے وقت ثابت قدم رہیں یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والے ہیں۔

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَسْقُوا أَعْدَانَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرة: ۲۵۰)

” (جہاد میں نکلنے والوں نے کہا) اے پروردگار عطا کر دے ہم کو صبر اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

وَأِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا (ال عمران: ۱۲۰)

” اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی کوئی جنگی تدبیر تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔

إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ (ال عمران: ۱۲۵)

” بلاشبہ اگر تم نے صبر اور تقویٰ اختیار کیا اور دشمن فوراً ہی تم پر ٹوٹ پڑے تو تمہارا پروردگار، پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

وَأِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (ال عمران: ۱۸۶)

” اور اگر تم نے صبر اور تقویٰ اختیار کیا تو یہی ہمت کے کام ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (ال عمران: ۲۰۰)

” اے ایمان والو! صبر کرو، یعنی ثابت قدم رہو اور دوسروں کو بھی ثابت قدم رکھو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح و کامیابی حاصل کرو۔

قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (الاعراف: ۱۲۸)

” موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو، بلاشبہ زمین اللہ ہی کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنادے اور انجام کار کامیابی تقویٰ شعار لوگوں کی ہی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹ پر)

دنیا اپنے حریف پر غلبہ پانے کے لیے طرح طرح کے سامان اور تدبیریں کرتی ہے اور اس سائنس کی ترقی کے زمانہ میں تو ان سامانوں اور تدبیروں کی حد نہیں رہی۔ اسلام بھی ضروری مادی تدبیریں اور سامان جنگ جمع کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مادی سامان و تدبیر میں مسلمانوں کو دوسری قوموں سے کوئی امتیاز حاصل ہے نہ ہو سکتا ہے بلکہ عادتاً غیر مسلموں کی ساری توانائی اور سارا زور چونکہ ان ہی مادی تدبیر میں صرف ہوتا ہے اس لیے وہ اس معاملہ میں مسلمانوں سے ہمیشہ زیادہ ہی رہیں گے اور تاریخ کے ہر دور میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ البتہ مسلمانوں کے پاس ایک ایسی قوت ہے جو ناقابل تسخیر رہی ہے، اور دوسری قومیں اس سے عاجز ہیں۔ وہ ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور غیبی امداد۔ قرآن کریم نے اس تاہید ربانی کے حاصل ہونے کی کچھ شرطیں رکھی ہیں۔ جب بھی مسلمان ان شرطوں کو پورا کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد آتی ہے اور تھوڑی تعداد اور تھوڑے سامان کو بڑی سے بڑی تعداد اور جنگی سامانوں پر غالب کر دکھاتی ہے۔ اور جب مسلمان خود ان شرائط کو پورا کرنے میں سستی اور غفلت کریں تو پھر اس امداد و نصرت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں۔ ایسی حالت میں ہمیں اپنے آپ کو اس کا مستحق نہیں سمجھنا چاہیے، یہ دوسری بات ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے مسلمانوں کے ضعف پر رحم فرمائیں۔ امداد الہی کے لیے وہ شرطیں کیا ہیں، قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت میں دیکھئے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرة: ۱۵۳)

” اے ایمان والو! مدد مانگو اللہ سے صبر اور نماز کے ذریعہ۔

وَلَسَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرُّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (البقرة: ۱۷۷)

” نیکوکار وہ لوگ ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور

علاج کبر

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

جانور فر بہ شود از ناؤ نوش

جانور تو موٹا ہوتا ہے بھوسہ کھا کر۔ اور

آدمی فر بہ شود از راہ گوش

آدمی کانفس کانوں سے اپنی تعریف سن سن کر پھول جاتا ہے۔

لہذا حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ یہ واقعہ سنا کر رونے لگے اور آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ ساری دنیا تعریف کرے لیکن سوچو کہ قیامت کے دن مخلوق کی یہ تعریف کام آئے گی یا اللہ پاک کی نظر کام دے گی؟ جب قیامت کے دن اللہ پاک کی نظر میں ہماری نماز، ہمارے سجدے، ہمارا وعظ، ہماری پیری مریدی، ہمارے حج، ہمارے عمرے، ہماری نیکیاں پسند آجائیں اور اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ ہم نے قبول کیا تب خوش ہونا۔ ابھی کیا پتہ ہے کہ ان کی نظر میں ہم کیسے ہیں، کیا کوئی خبر آئی ہے؟ عشرہ مبشرہ اور صحابہ کرام جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا رضی اللہ عنہم ورضو اعنہم کہ میں ان سے راضی ہوں وہ مستثنیٰ ہیں مگر ہم لوگوں پر تو کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، لہذا ڈرتے رہیں اپنی قیمت خود نہ لگائے۔ وہ غلام نہایت بے وقوف ہے جو اپنی قیمت خود لگا لے..... بھائی! غلام کی قیمت مالک لگاتا ہے یا وہ خود لگاتا ہے؟ غلام کی قیمت تو مالک لگاتا ہے! بس جب قیامت کے دن مالک تعالیٰ شانہ ہماری قیمت لگا دیں اور فرمادیں کہ میں تم سے راضی ہوں پھر جتنا چاہو پھلو گے دو..... بڑے پیر صاحب حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ”جب ایمان کو سلامتی سے قبر میں لے جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ فرمادے گا کہ میں تم سے خوش ہوں تم میں وہاں خوب خوشی مناؤں گا“.....

ابھی تو روتے ہی رہو، اللہ سے ڈرتے رہو اور عمل کرتے رہو۔ لیکن اتنا خوف بھی نہ ہو کہ ناامید ہو کر عمل ہی چھوٹ جائے۔ خوف بس اتنا ہی مطلوب ہے کہ آدمی گناہوں سے بچ جائے، خوف اور امید کے درمیان ایمان ہے۔ میرے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ ”کرتے رہو اور ڈرتے رہو“..... دیکھئے جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ

وہ لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں۔ یہاں اسم موصول ”ما“ بلاغت کے لیے ہے، اسم موصول میں ابہام ہوتا ہے جس سے بلاغت مقصود ہوتی ہے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوب خرچ کرتے ہیں لیکن اس سے اُن کے دل میں اگر نہیں آتی بلکہ ڈرتے رہتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اب آخر میں ایک واقعہ سنا کر یہ مضمون ختم کرتا ہوں جو بہترین علاج ہے کبر کا۔ اور یہ واقعہ میرے شیخ اول حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوری رحمہ اللہ علیہ نے سنایا تھا۔ بات یہ ہے کہ بزرگ ایسے واقعات پیش کر دیتے ہیں جس سے اس دور کے لوگوں کی سمجھ میں بات جلدی آ جاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی پھول پوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک لڑکی کی شادی ہو رہی تھی سارے محلہ کی سہیلیوں نے اسے سجاایا۔ پہلے زمانہ میں رواج تھا کہ محلہ کی لڑکیاں آتی تھیں اور اپنی سہیلی کو سجاتی تھیں، کوئی ناک میں ننھ پہنا رہی ہے، کوئی کان میں ایرن (بندے) پہنا رہی ہے، کوئی سر میں جھومر لگا رہی ہے، کوئی بالوں میں تیل لگا کر کنگھا کر رہی ہے، کوئی سرمہ لگا رہی ہے..... اسے خوب سجا کر محلہ کی لڑکیوں نے کہا کہ بہن مبارک ہو، بہت اچھی لگ رہی ہو، تمہارے اندر تو بڑا حسن و جمال آگیا۔ یہ سن کر وہ لڑکی رونے لگی۔ سہیلیوں نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہی ہو، تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔ کہا کہ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ تمہاری تعریف سے میرا بھلا نہیں ہوگا، جب شوہر دیکھ کر مجھ کو پسند کر لے، جس کے ساتھ زندگی گزارنا ہے وہ دیکھ کر کہہ دے کہ تم مجھے اچھی لگ رہی ہو تب مجھے خوشی ہوگی..... ابھی تو پتہ نہیں کہ میں اسے پسند آؤں گی یا نہیں، تمہاری نظر میں اچھی لگنے سے میرا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک دیہاتی مثل ہے۔ جھلی تو گڑھایوں پیلا اپنے مناں سے پیامن بھاوالا کہنائیں۔ یہ ہندی زبان کا ایک محاورہ ہے کہ یہ زیور تو میں نے اپنی پسند سے بنایا لیکن نہ معلوم شوہر کو پسند آئے گا کہ نہیں۔

اس واقعہ کو بیان کر کے حضرت شاہ عبدالغنی پھول پوری رحمہ اللہ رونے لگے کہ ایسے ہی دنیا بھر کے لوگ کسی انسان کی تعریف کریں کہ ارے حضرت! آپ کا کیا کہنا، آپ کے چہرے سے تو انور ٹپک رہے ہیں اور آپ کی آنکھوں میں تو بجلی کی دکان ہے، جس کو آپ دیکھ لیتے ہیں اللہ والا ہو جاتا ہے اور میں نے خواب میں آپ کو دیکھا کہ آپ آسمان پر اڑ رہے تھے اور آپ تقریر کرتے ہیں تو کیا کہنا بجلی گراتے ہیں..... ہر طرف سے تعریفیں سن سن کر آدمی پھول جاتا ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ گدھا موٹا ہوتا ہے بھوسہ سے اور آدمی کام کے راستہ سے موٹا ہوتا ہے۔ کان کے راستہ سے اس کی تعریف آئے تو وہ موٹا ہو جائے گا، چاہے اس کو فاقہ ہو رہا ہو، ایسے لیڈر میں نے دیکھے کہ چپل پھٹی ہوئی، بالکل غریب لیکن الیکشن جیت گئے، ہر طرف سے تعریف ملی کچھ دنوں میں خوب موٹے ہو گئے، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

بھی ہو جائے تو اکڑومت، ناز نہ آئے کہ وہ! میں نے آج اتنا کر لیا! آج میں نے اتنی تلاوت کر لی، آج میں نے اتنے نوافل پڑھ لیے، آج میں اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو گیا۔ باقی سب لوگ تو غافل اور نافرمان ہیں اور اگر کچھ عبادت گزار ہیں بھی تو ایسے کہاں جیسا میں ہوں۔ بس جہاں یہ ”میں“ آئی تو سمجھ لو کہ وہ بکری ہو گیا۔ وہ بھی ”میں میں“ کرتی ہے۔ یہ ”میں“ ہی تو انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔

لہذا یہ آیت تکبر و عُجْب کا علاج ہے کوئی نیک عمل ہو جائے تو اکڑومت بلکہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا کہو، جو شخص کہہ دے گَارَبْنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کبر سے پاک ہو جائے گا، جب اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا رہا ہے تو اب اس میں تکبر کہاں رہا؟ جس میں بڑائی ہوتی ہے وہ کہاں گڑگڑانا جانتا ہے، وہ تو اکڑنا جانتا ہے، ادھر ادھر کی ڈینگیں ہانکتا ہے، لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ آج تو ماشاء اللہ بہت سویرے آنکھ کھل گئی، نوافل کے بعد روزے کی توفیق بھی ہوئی، میری آنکھیں نہیں دیکھتے ہو کسی لال لال سی ہو رہی ہیں.....

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ ایک ڈبل حاجی کے پاس ایک آدمی مہمان ہوا۔ اس حاجی نے دوج کیے تھے اس نے اپنے نوکر سے کہا: ارے فلاں! میرے مہمان کو اس صراحی سے پانی پلاؤ جو میں نے دوسرے حج میں مدینہ شریف سے خریدی تھی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس ظالم نے ایک جملہ میں دونوں حج ضائع کر دیے۔ ہزاروں روپیہ خرچہ، آنے جانے کی محنتیں، طواف وسی اور منیٰ عرفات کا ثواب، سب ضائع ہو گیا کیونکہ اپنے عمل کا اظہار کر دیا۔

بس اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عُجْب و کبر سے، ریا سے اور جملہ ذائل سے ہمارے قلوب کو پاک فرمادے اور اپنی مرضیات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اللَّهُمَّ وَفَّقْنَا لِمَا تَحِبُّ وَتَرْضَى رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

☆☆☆☆☆

”ہماری شقاوت اور بدبختی کے لیے یہ کیا کم تھا کہ ہم مالک حقیقی سے غافل اور بے خبر ہو چکے ہیں، اور دنیا میں اپنی آمد کا صحیح مقصد بھول چکے ہیں، مگر ہائے افسوس! کہ اب تو خداوند کریم کی یاد سے غفلت گناہ نہیں بلکہ اس کا ذکر اور اس کا نام لینا گناہ، حد درجہ لغو، مہمل اور احمقانہ حرکت اور ایک ذلیل و خفیر فعل سمجھا جاتا ہے۔“
(العیاذ باللہ)

امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ یعنی خوب خرچ کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں، جہاد میں مال دیتے ہیں پھر کیوں ڈرتے ہیں؟ اَهُوَ الرَّجُلُ يَسْرِقُ وَيَزْنِي وَيَشْرِبُ الْخَمْرُ كَيْفَ يَجُوزِي كَرْتِے ہیں، زنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، ایسا نہیں ہے، وَلَكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُومُ وَيَتَصَدَّقُ وَيَصَلِّيُ يَرْوِزُهُ رَكْعَتِے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کہ اَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهُ، معلوم نہیں قبول بھی ہے یا نہیں۔

[تفسیر کبیر ص ۱۰۸، ج ۱۲۔ روح المعانی پ ۱۸، ص ۴۴]

دیکھئے نص قرآنی سے یہ علاج ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ علاج فرما رہے ہیں۔ قیامت تک کے لیے یہ سبق مل گیا کہ عمل کرنے کے بعد دل میں ڈر آنا چاہیے کہ معلوم نہیں قبول ہے یا نہیں۔

اگر تسبیحات سے، تہجد سے، چلنے لگانے سے پیٹ میں اور بھی زیادہ تکبر کے پلے پیدا ہو جائیں تو بتاؤ یہ چلے قبول ہوں گے؟ رائے و نڈ میں اکابر تبلیغ سے بھی یہ بات سنی کہ جس عمل کے بعد اکڑ آجائے تو سمجھ لو قبول نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بڑھ کر کس کا اخلاص ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنایا۔ لیکن کعبہ بنانے کے بعد اکڑ نہیں آئی کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا گھر بنایا ہے، اپنے اخلاص پر ناز نہیں کیا کہ اب تو قبول کرنا ہی پڑے گا۔ بلکہ گڑگڑا رہے ہیں، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہ اے خدا! ازراہِ کرم قبول فرما لیجیے۔

علامہ آلوسی السید محمد بغدادی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وفسی اختیار صیغۃ التفعّل اعتراف بالقصور [روح المعانی ص ۲۸۴، ج ۱] تقبل باب تفعّل سے ہے اور تفعّل میں خاصیت تکلف کی۔ پس تقبل کہنے میں اپنے عجز و قصور کا اعتراف ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے خدا! ہماری تعمیر اس قابل نہیں کہ آپ قبول فرما دیں لیکن آپ بہ تکلف قبول فرما لیجیے، ہمیں حق نہیں پہنچتا، آپ ازراہِ کرم ازراہِ رحمت قبول فرما لیجیے۔

انک انت السميع العليم یعنی سمیع بدعواتنا وعلیم بنیاتنا آپ ہماری دعا کو سن رہے ہیں اور ہماری نیت سے باخبر ہیں کہ ہم نے آپ ہی کے لیے یہ تعمیر کی ہے۔

دونوں نبیوں کی یہ دعا قیامت تک کے لیے ہمارے واسطے ہدایت ہے۔ دونوں پیغمبروں کا یہ عمل اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو آگاہ فرما دیا کہ جب کبھی نیک عمل کی توفیق ہو جائے، چاہے حج کی توفیق ہو، عمرہ کی توفیق ہو، تلاوت کی توفیق ہو، تہجد کی توفیق ہو، روزوں کی توفیق ہو، جس نیک عمل کی توفیق

2 مارچ: صوبہ غزنی..... ضلع مقرر میں..... کچھ پتلی فوجوں پر حملے..... ایک فوجی ہلاک..... 3 ذی

عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ کے اعلان وفات کے متعلق امارت اسلامیہ رہبری شوریٰ اور مرحوم کے خاندان کا اعلامیہ

اور ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان اعلان کرتے ہیں، کہ امارت اسلامیہ کے بانی اور زعيم امير المومنين ملا محمد عمر مجاہد طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے اور اس دنیا سے ابدی زندگی کی جانب رحلت سفر باندھ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ورحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ امت اسلامیہ کے مایہ ناز اور مخلص رہبر تھے، جنہوں نے شدائد و مشکلات کے دور میں اسلامی حاکمیت کے سرنگوں پرچم کو بلند کیا، امارت اسلامیہ کے نام سے ایک مکمل منظم اور اسلامی سیاست کے اصولوں پر مبنی شرعی نظام کی بنیاد رکھی، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے نہ صرف افغانستان کے سطح پر مومنوں کو اسلامی نظام کے نعت سے نوازا، بلکہ پوری دنیا کے سامنے حقیقی اسلامی حاکمیت کا نمونہ پیش کرنے کی سعادت بخش۔

آپ رحمہ اللہ کے کارہائے نمایاں کو بیان کرنے اور آپ کی مبارک زندگی کے مختلف گوشوں کا احاطہ کرنا ان سطور میں ممکن نہیں! اسی لیے اصل موضوع کی جانب آتے ہیں، وہ یہ کہ عالی قدر امیر المومنین رحمۃ اللہ نے اس سے دنیا سے رحلت فرمایا ہے..... ان حالات میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ان کی چھوڑی گئی امانت یعنی امارت اسلامیہ کو اسی طرح منظم رکھے، جس طرح مرحوم امیر المومنین نے منظم رکھا تھا، ایسے ہی مخلص اور اللہ تعالیٰ پر متوکل رہیں، اسی طرح قربانی کے لیے آمادہ اور راہ حق پر چلتے ہوئے مومن، متوکل، صابر، ثابت قدم، ایقائے عہد سے متصف اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس عظیم بوجھ کو اٹھانے اور منزل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسی طرح ہی ہمیں دنیا اور آخرت کی سر بلندی اور کامیابی سے نوازیں۔

مرحوم ملا محمد عمر مجاہد جو امریکی قیادت میں عالمی کفری جارحیت کے تمام دباؤ اور تلاش کے باوجود اسی ملک میں رہائش پذیر تھے اور گذشتہ چودہ برس کے دوران میں ایک دن کے لیے بھی افغانستان سے باہر پاکستان یا کسی اور ملک نہیں گئے اور اپنی قیام گاہ سے امارت اسلامیہ کے امور کی رہبری کرتے رہے..... آپ کی اس عظیم استقامت اور تمام ماہ و سال اپنے ہی ملک میں گزارنے سے متعلق ٹھوس شواہد اور دلائل موجود ہیں، اور اسی حالت میں کچھ عرصہ قبل شدید علالت کے بعد آپ انتقال فرما گئے۔

عالی قدر امیر المومنین ظاہری طور پر ایک ہی شخص تھے، لیکن معنوی لحاظ سے آپ ایک تحریک، ایک نظریہ اور ایک مقدس ارمان کی تصویر بن چکے تھے..... اگر کوئی ان کو روح کو خوش کرنا اور ان سے وفاداری کا ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ان کی

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ؛ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَتُوبُ إِلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ؛ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ؛ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا.

اما بعد. فقد قال الله تبارك و تعالیٰ:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ مَنْ نَبِيِّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ [آل عمران: ۱۲۵-۱۲۷]

”اور کسی کو موت آنا ممکن ہی نہیں بغیر اللہ کے حکم کے، موت کا وقت معین ہے، اور جو دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ دے دیتے ہیں، اور جو اخروی حصہ چاہتا ہے، تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے، اور ہم بہت جلد شکر گزاروں کو بدلہ دیں گے۔ اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں۔ سو نہ تو انہوں نے ہمت ہاری ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں پیش آئے، نہ ان کا زور گھٹا، اور نہ وہ دبے، اور اللہ تو صبر والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اور ان کے زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہ نکلا کہ انہوں نے کہا، اے ہمارے رب! آپ ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں اپنی حد سے نکل جانے کو بخش دیجیے، اور ہم کو ثابت قدم رکھئے، اور ہم کو کافروں پر غالب کیجئے۔“

موت حق ہے، ہمارا اس پر ایمان ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر موجود کو موت کا سامنا ہوتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب مخلوق اور دونوں جہاں کے سر دار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی موت کا ذائقہ چکھا ہے اور دنیا سے پردہ فرمایا ہے۔ اسی حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوریٰ

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ بِمَا صَبَرُوا
وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ
(الاعراف: ۱۳۷)

”اور تیرے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ
سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون کو اور اس کی قوم کے ساختہ پرواختہ
کارخانوں کو اور جو وہ اونچی اونچی عمارتیں بناتے تھے سب کو درہم برہم کر
دیا۔“

مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (یوسف: ۹۰)
اس لیے کہ جو شخص صبر اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کا
اجر ضائع نہیں کرتے۔

ان دس آیات میں انسان کے تمام اہم مقاصد، خصوصاً جہاد اور دشمنوں کے
مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید اور نصرت و امداد حاصل کرنے کا نسخہ بتایا گیا ہے۔ اس
نسخے کے دو تین اجزاء آپ کو ان سب آیات میں مشترک نظر آئیں گے۔ صبر، تقویٰ، نماز۔
ان آیات میں یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ ابتدائے آفرینش عالم سے اللہ تعالیٰ کا
یہی دستور رہا ہے کہ اس کی تائید و نصرت ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو ایمان کے
ساتھ نماز اور صبر و تقویٰ کے پابند ہوں۔

نماز کے مفہوم و اہمیت سے تو ہر مسلمان واقف ہے، صبر کا لفظ عربی زبان میں
ہماری زبان کے عربی معنی سے بہت عام معنی رکھتا ہے۔ عربی زبان میں صبر کے عام معنی
نفس کو روکنے کے ہیں اور قرآن کی اصطلاح میں نفس کو اس کی بری خواہشات سے روکنے
اور قابو میں رکھ کر ثابت قدم رہنے کے ہیں۔ تقویٰ کا ترجمہ پرہیز گاری کیا جاتا ہے۔
دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت و
فرماں برداری کا نام تقویٰ ہے۔

اسلامی تاریخ کے قرن اول میں جو چیز مسلمانوں کا شعار اور طرہ امتیاز تھیں وہ
یہی نماز اور صبر و تقویٰ ہیں۔ اسی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر میدان میں فتح
اور کامیابی عطا فرمائی۔ آج بھی اگر ہم ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اور اس
کے فرشتوں کی امداد ہم سے کچھ دور نہیں۔

☆☆☆☆☆

میراث امارت اسلامیہ سے وفا کرے، اسلامی نظام کے احیا کے لیے ان حالات میں
بحیثیت مسلمان یہ ہماری فرداً فرداً کی ذمہ داری ہے کہ امارت اسلامیہ کی قوت، وحدت،
وسعت اور کامیابی کے لیے تمام کوششوں کو بروئے کار لائیں، اس ”مشتزکہ گھر“ کی بنیادوں
کو مزید مستحکم اور مضبوط کریں کیونکہ جہادی صف کی مضبوطی اور قوت ہی ہمارے مسلمان
عوام اور مجاہد طبقے کی عزت اور سر بلندی کی ضمانت دے سکتی ہے۔

مرحوم عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ نے امارت اسلامیہ کو ایک
عظیم تحریک کے طور پر اس طرح قائم اور جاری رکھا تھا، جس کے پیچھے مضبوط اور محکم
بنیادیں، مخلص اور باتدبیر ساتھی اور منظم تشکیلات موجود ہیں، لہذا مجاہدین اور امت مسلمہ
مطمئن رہے کہ اس کاروان کو امارت اسلامیہ کے تمام ذمہ داران اور مجاہدین اللہ تعالیٰ کی
نصرت اور مسلمانوں کی حمایت سے عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ کے
خواہشات اور تمناؤں کے مطابق منزل مقصود تک پہنچائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ و
ما ذالک علی اللہ بعزیز

امارت اسلامیہ کی قیادت، رہبری شوریٰ اور عالی قدر امیر المومنین رحمۃ اللہ
کے خاندانی فیصلے کے مطابق آج سے یعنی ۱۳ ریشوال المکرم ۱۴۳۶ھ سے تین دن تک
ملک بھر میں علمائے کرام، مساجد کے امام، قومی اور جہادی اشخاص، امارت اسلامیہ کے
ذمہ داران، مجاہدین اور عوام کی جانب سے مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ کی روح
کو ایصال ثواب کی خاطر قرآن کریم کے ختم، فاتحہ خوانی اور دعاؤں کا اہتمام کیا جائے گا اور
اللہ تعالیٰ کی دربار سے مرحوم عالی قدر امیر المومنین کی مغفرت اور امارت اسلامیہ کی استحکام
اور کامیابی کے لیے دعائیں کی جائیں گی۔

قابل توجہ اور اہم ترین معاملہ یہ ہے کہ مرحوم عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر
مجاہد رحمۃ اللہ کے بھائی ملا عبدالمنان اور مرحوم کے بڑے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب
تمام مسلمانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مرحوم ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ کی قیادت میں امارت
اسلامیہ کے دور حکومت کے دوران میں ان کی جانب سے اگر حقوق تلفی ہوئی ہو، تو سب
مسلمان، امیر المومنین رحمۃ اللہ کو معاف کریں اور انہیں دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں، ہم اس
عظیم غم میں مسلم امت اور خاص کر افغانستان کے مجاہد عوام کو برابر شریک سمجھتے ہیں اور سب
کے لیے اللہ تعالیٰ سے سکینت اور صبر جمیل کے طلب گار رہیں۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان رہبری شوریٰ اور عالی قدر مرحوم ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان

۱۳ ریشوال المکرم ۱۴۳۶ھ

۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆

امارت اسلامیہ کے نئے امیر کے انتخاب کے متعلق اعلامیہ

بروز جمعرات دوپہر کے وقت امارت اسلامیہ کے متعدد عالی کمیشنز کے اراکین، گورنر، ضلعی سربراہان، صوبائی کمیشن کے سربراہان و ارکان، ملک کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں جہادی کمانڈروں، رہنماؤں، مدارس کے اساتذہ، شیوخ اور دیگر اعلیٰ شخصیات نے ایک تقریب کے دوران میں امارت اسلامیہ کے نئے امیر ملا اختر محمد منصور سے براہ راست بیعت کی۔ تقریب میں امارت اسلامیہ کے زعمیم ملا اختر محمد منصور، ان کے نائب شیخ الحدیث مولوی بیٹ اللہ اخندزادہ اور دیگر علمائے کرام، شیوخ، امارت کے رہنما اور مجاہدین شریک تھے، چند علمائے کرام اور امارت اسلامیہ کے رہنماؤں کے خطاب کے بعد امارت اسلامیہ کے قائد جناب ملا اختر محمد منصور نے مفصل خطاب کیا، جنہوں نے مرحوم امیر المومنین رحمۃ اللہ کی وفات اور نئے امیر کے منتخب ہونے پر سامعین کو معلومات فراہم کی۔ انہوں نے کہا کہ صرف اللہ کے دین کی خدمت اور رواں جہادی سلسلے کی بقا اور دوام کی خاطر اہل الحل والعقد، علمائے کرام کی جانب سے سوچنی جانے والی عظیم ذمہ داری کو قبول کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سخت اور پیچیدہ حالات میں زعامت کا منصب یقیناً ایک عظیم ذمہ داری ہے، اس ذمہ داری کو سرانجام دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کی دربار سے استقامت اور صبر کی التجا کرتا ہوں اور تمام ذمہ داران قیادت سے گزارش ہے کہ وہ تعاون میں رہیں، تاکہ چار دہائیوں کی جہادی قربانی ضائع نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کاروان کو کامیابی سے منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ ان کے خطاب کے بعد ان سے شرعی امیر کے طور پر دست بدست بیعت کا دور شروع ہوا اور آخر میں نئے امیر کی امامت کی نماز عصر ادا کی گئی۔ ایک اور رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دیارِ ہجرت میں وفات پانے والے شیخ القرآن والحدیث مولانا عبدالستار جان رحمۃ اللہ کی نماز جنازہ میں شریک ہزاروں علمائے کرام، مشائخ، مجاہدین اور عام مسلمانوں کو جب عالی قدر امیر المومنین رحمہ اللہ کے وفات اور ان کی جگہ جناب ملا اختر محمد منصور اور ان کے دو معاونین شیخ الحدیث مولوی بیٹ اللہ اخندزادہ اور جناب ملا سراج الدین حقانی کے ناموں کا اعلان کا معلوم ہوا اور ان سے شرعی بیعت کا مطالبہ کیا گیا، تو ان الم ناک لحات میں جب اکثر مسلمانوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، بیک آواز نہایت اخلاص سے بیعت کے لیے ہاتھ اٹھائے اور امارت اسلامیہ کے نئے امیر سے حمایت کا اعلان کیا اور فضا فلک شکاف نعروں سے گونج اٹھی۔ واضح رہے کہ ملک کے مختلف علاقوں سے لمحہ بہ لمحہ امارت اسلامیہ کے نئے امیر سے حمایت اور بیعت کی خبریں پہنچ رہی ہیں، جن کی تفصیلات الامارہ ویب سائٹ پر ملاحظہ کریں۔

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على رسولہ محمد و علی آلہ و أصحابہ و بعد
برادران اسلام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے
موسس اور زعمیم عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ قبل علالت کے
باعث اپنے روح کو خالق حقیقی کے سپرد کر کے دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی
وفات کے بعد امارت اسلامیہ کی رہبری شوری، ملک کے جید علمائے کرام اور مشائخ نے
زعامت کے انتخاب میں طویل مشاورت کے بعد ملا محمد عمر مجاہد کے قریبی اور با اعتماد ساتھی
اور امارت اسلامیہ کے سابق معاون ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کو امیر کے طور پر منتخب کیا۔

ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ جو مرحوم ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے ان
کی زندگی میں قابل اعتماد اور عظیم ذمہ داری کے تحمل کے لیے اعتمادی شخصیت تصور کیے
جاتے تھے اور سالوں تک امارت اسلامیہ کے تمام انتظامی امور ان کے سپرد رہے۔ امارت
اسلامیہ کی رہبری شوری، علمائے کرام اور مشائخ نے بھی آپ کو آئندہ کے لیے امارت
اسلامیہ افغانستان کی رہبری کے لیے مناسب اور مستعد شخص سمجھا اور انہیں شرعی امیر کے
طور پر منتخب کیا۔ زعمیم کے انتخابی اجلاس میں علمائے کرام، مشائخ عظام اور امارت اسلامیہ
کے رہنماؤں کی جانب سے ملا اختر محمد منصور کے ساتھ بحیثیت امیر المومنین علی السمع والطاعة
بیعت کی اور انہوں نے بھی شرعی امیر کی حیثیت سے شریعت سے وفاداری کا وعدہ کیا۔

اسی طرح اجلاس کی مشاورت اور تائید سے امارت اسلامیہ کے سابق قاضی
القضاۃ جناب شیخ الحدیث مولوی بیٹ اللہ اخندزادہ اور معروف جہادی اور علمی شخصیت
مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے صاحبزادے اور امارت اسلامیہ کے جانے پہنچانے
جہادی کمانڈر ملا سراج الدین حقانی، امارت اسلامیہ کے معاونین کے طور پر منتخب ہوئے۔

امارت اسلامیہ کے نئے تعین شدہ زعامت کی استقامت، امانت داری اور
شریعت الہی سے وفاداری کی غرض امارت اسلامیہ کی رہبری شوری اللہ تعالیٰ کی دربار میں
دعا گو ہے اور مسلم امہ کو بالعموم جب کہ امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین کو بالخصوص نئے
شرعی امیر کی اطاعت کو مدعو کرتی ہے۔

رہبری شوری، امارت اسلامیہ افغانستان

۱۳ ارشوال المکرم ۱۴۳۶ھ، ۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء

سیکڑوں جہادی رہنماؤں، علمائے کرام اور با اثر شخصیات کا نئے امیر سے بیعت کا اعلان

الامارہ ویب سائٹ کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ ۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء

اچھے اخلاق سے عامۃ المسلمین کے دل جیتیں!

عید الفطر کی مناسبت سے امیر المومنین سے موسوم پیغام

امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوریٰ کی جانب سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی رحلت کے اعلان کے بعد امور افغان کے خود ساختہ ”ماہر“ صحافی بھی اور غلامہ کا ایک ایسا گروہ بھی جس کا مقصد اور مقصد ہی امارت اسلامیہ سے متعلق شکوک و اوہام پھیلانا اور اس خطے میں خلافتِ باطلہ کے فتنے کا آبیاری کرنا ہے، دونوں قبیل کے لوگ اپنی ان زہرناک شرانگیزیوں کو مسلسل پھیلا رہے ہیں کہ ”جب امیر المومنین کا انتقال ہو چکا تو ان کے نام سے بیانات جاری کرنے والوں کا کیا اعتبار کیا جائے“۔ ہم ان جہلا اور سہما کو کہتے ہیں کہ امیر المومنین رحمہ اللہ کو افغانستان کے ہزاروں علمائے حق اور امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ نے متفقہ طور پر امارت کے منصب پر فائز کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین رحمہ اللہ سے اپنے دین کی نصرت کا جتنا عظیم کام لینا تھا وہ لیا اور جنگی حالات میں ہی آپ کو فانی دنیا سے ابدی گھر کی طرف بلا لیا۔ ایسے حالات میں وہ ہزاروں علمائے کرام بھی دعوت و جہاد کے میدانوں میں موجود تھے جنہوں نے امیر المومنین کے سپرد شریعت امارت کی تھی اور رہبری شوریٰ بھی متحرک اور مستعد تھی جس نے امیر المومنین کے ہاتھوں کو مضبوط کیا تھا..... اسی رہبری شوریٰ نے ان علمائے حق کے فتاویٰ کی روشنی میں ایسے نازک حالات میں امیر المومنین کی رحلت کی خبر کو ”الحرب خدعة“ کے نبوی فرمان کے مطابق دشمن سے چھپانے اور دشمن کو محاذوں پر مسلسل الجھانے کے لیے صیغہ راز میں رکھا، البتہ اس دوران میں رہبری شوریٰ بھی فعال رہی اور علمائے جہاد بھی تحریک کی رہنمائی کرتے رہے..... اور تحریک کی قیادت بھی ملا اختر منصور حفظہ اللہ کے ہاتھوں میں رہی جنہیں حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے ہی اپنا نائب مقرر کیا تھا! امیر المومنین رحمہ اللہ نصرت ہو چکے لیکن ان کی شوریٰ اور نیابت کا حق ادا کرنے والے قائد نے حالات کے مطابق جو فیصلے درست سمجھے وہ کیے اور بلاشبہ وہ اس کا اختیار بھی رکھتے تھے..... کسی کو اس پر چھین بچیں ہونے کی ضرورت نہیں! لہذا طالبان مجاہدین کی صفوں سے باہر بیٹھے عناصر کو ان امور پر انگلیاں اٹھانے اور امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف سازشوں کے جال پھیلانے کی مذموم کوششوں سے باز رہنا چاہیے!!! [ادارہ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مزاحمت کے ماضی اور حال کی مناسبت سے کچھ وضاحتیں آپ سے شریک کرنا چاہوں گا:

۱۔ امریکہ کی قیادت میں جارحیت پسند اتحادیوں کی جانب سے افغانستان پر جارحیت امت مسلمہ کے ایک حصے پر تمام انسانی اقدار کے خلاف ایک صریح اور ظالمانہ تجاوز تھا۔ جس کے خلاف شرعاً مقدس جہاد فرض عین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين
محمد وعلى آله واصحابه اجمعين وبعد قال الله تعالى:

اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِاَنفُسِهِمْ ظِلْمًا وَاِنَّ اللّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ
لَقَدِيرٌ (الحج: ۳۹)

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْكُمْ (البقرة: ۱۹۰)

”اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔“

پوری امت مسلمہ، خصوصاً افغانستان کے مسلمان اور مجاہد عوام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انہی دینی ہدایات کو دیکھتے ہوئے امریکی جارحیت کے حوالے سے ملک کے ڈیڑھ ہزار سے زائد علمائے کرام نے امارت اسلامیہ کو جہاد کا فتویٰ دیا اور پوری دنیا کے علمائے حق نے اس کی تائید کی۔ اسی فتویٰ کی بنیاد پر جس طرح جارحیت کے آغاز میں ہم نے جہادی فریضہ پورا کیا آج بھی اسی طرح جہاد فرض عین ہے۔ کیوں کہ ہمارے ملک پر جارحیت کی گئی ہے اور جارحیت زمین اور فضا پر مسلط ہے۔ ماضی کی بنسبت صرف اتنا فرق آ گیا ہے کہ بیرونی جارحیت پسندوں نے بھاری جانی و مالی نقصانات دیکھنے کے بعد اپنی تعداد کم کر دی ہے اور خود کو محفوظ کر کے بڑے مراکز تک محدود کر دیا ہے۔ اور اس کی جگہ ہمارے معاشرے کے چند بے باک و آوارہ، بیرونی ایجنسیوں کے تربیت یافتہ اجرتی قاتلوں اور ناسمجھ جوانوں کو افغان سیکورٹی فورسز کے نام پر جنگ کے میدان میں اتار دیا ہے۔ جس کی مالی اعانت، تربیت اور دباؤ کے وقت باقاعدہ کمک پھر بھی جارح قوتیں ہی مہیا کرتی ہیں۔ لہذا ہم اب بھی ماضی کی طرح ملک کی آزادی اور اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے مقدس جہاد کے مکلف ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ ملک کے بہت سے وسیع علاقے مجاہدین نے فتح کر لیے ہیں مگر ہماری یہ

نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ عید الفطر اور میدان جہاد کی عظیم فتوحات کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک اور اس سے وابستہ تمام عبادات، صدقات اور اعمال حسنہ قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ یہ فتوحات پہلے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نصرت اور پھر افغانستان کے مجاہد عوام کی بے انتہائی قربانیوں، کوششوں اور تعاون کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کا اجر عطا فرمائے۔

انتہائی شکر اور فخر کا مقام ہے کہ آج اسلام کے مبارک دین کی سعادتوں اور خوشیوں بھرے ایام کی مناسبت سے دل کی باتیں آپ سے شریک کر رہا ہوں۔ یہ ایسے دن ہیں کہ جس میں مسلمان ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں، ایک دوسرے کو عافیت کی دعائیں دیتے ہیں اور دینی اخوت کی فضا میں ایک دوسرے سے اخلاص، بھائی چارے اور ہمدردی کا اظہار کر کے مہربانیوں اور شفقتوں کا سلوک کرتے ہیں۔

فرصت کو موقع غنیمت سمجھ کر امارت اسلامی افغانستان کے روال جہاد اور

جہادی مزاحمت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہمارا ملک مکمل طور پر کفری جارحیت سے پاک ہوگا اور یہاں اسلامی نظام کی مکمل حاکمیت ہوگی۔

۲۔ مسلح جہاد کے ساتھ ساتھ سیاسی سرگرمی اور مصالحتی تدابیر سے اپنے مقدس اہداف تک رسائی ایک شرعی امر اور نبوی سیاست کا اہم حصہ ہے۔ ہمارے مبارک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح بدر اور خیبر کے میدانوں میں کفار سے جنگیں لڑی ہیں اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مفادات کی خاطر معاہدے بھی کیے، کفار کے نمائندوں سے مذاکرات کیے، پیغامات اور سفیر بھیجے حتیٰ کہ مختلف مواقع پر حربی کفار کے ساتھ آمنے سامنے بات چیت کی سیاست بھی کی۔ اگر ہم شرعی ہدایات کو پوری وقت و نظر سے دیکھیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دشمن سے ملاقاتیں یا کچھ مواقع پر مصالحتی تعامل منع نہیں ہے۔ بلکہ منع یہ ہے کہ اسلام کے بلند اعلیٰ و ارفع موقف سے پسپائی اختیار کی جائے اور شرعی اوامر یا مال کر دیے جائیں۔ ہم سیاسی سرگرمیاں اور دنیا کے مختلف ممالک یا افغانوں سے رابطے اور ملاقاتیں اس لیے کر رہے ہیں کہ جارحیت اختتام کو پہنچے اور ایک آزاد و خود مختار اسلامی نظام ملک پر حاکم ہو جائے اور یہ ہمارا شرعی حق ہے کہ ہم تمام شرعی طریقوں کا استعمال کریں۔ کیوں کہ ہماری منظم اور ذمہ دار انتظامیہ کے پیچھے پوری قوم موجود ہے۔ ہم انسانی معاشرے میں رہتے ہیں، ایک دوسرے کی احتیاج رکھتے ہیں۔ مجاہدین اور پوری قوم کو مطمئن رہنا چاہیے کہ اس سلسلے میں اپنے شرعی موقف کا ہر میدان میں پوری قوت سے دفاع کروں گا۔ سیاسی سرگرمیوں کے لیے سیاسی دفتر بنادیا ہے، ہر طرح کے سیاسی معاملات آگے بڑھانے کی ذمہ داری انہیں کے ذمہ ڈال دی گئی ہے۔

۳۔ ہم افغانستان میں جہادی صف کے ایک ہونے پر اصرار کرتے ہیں، اس لیے کہ ایک تو یہ الٰہی حکم ہے اور دوسرا یہ کہ گروپوں کی کثرت کی وجہ سے سوویت جارحیت کے خلاف گذشتہ جیتی ہوئی جنگ کی کامیابی اپنے ہاتھ سے نکلتی ہوئی ہم دیکھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہادی صف کے اتحاد کے متعلق فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَتْهُمْ بُنْيَانًا
مَوْصُوصًا (الصف: ۴)

”بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد اور منظم ہو کر لڑیں۔“

اور دوسری جگہ نص صریح سے مسلمانوں کو تنازع، تفرقہ بازی اور آپس کے اختلاف سے منع کیا گیا ہے اور انہیں حکم دیا گیا ہے:

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ
وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الانفال: ۴۶)

”اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ آپ

میں کمزوری پیدا ہو جائے گی، طاقت اور قوت ختم ہو جائے گی، صبر سے کام لو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحُورٍ وَاحِدٍ مَوْتَيْنِ (رواه البخاری)
”مومن ایک غار سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔“

لہذا ہمارے ملک میں جہادی صف کو متحد رکھنا ایک شرعی فریضہ ہے۔ اس لیے ہم نے تمام مجاہدین کو حکم دے دیا ہے کہ اپنا اتحاد مضبوط رکھیں اور جو لوگ اختلاف کرتے ہیں، جہادی صف خراب کرتے ہیں یا مجاہدین کو منتشر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا راستہ سختی سے روکیں۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى
هَاهُنَا وَبُشَيْرٌ إِلَى صُدْرِهِ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ بِحَسَبِ أَمْرٍ مِنَ الشَّرِّ
أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ ذِمَّةً
وَمَالَةً وَعِرْضَةً (رواه مسلم و احمد)

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی مدد سے پیچھے ہٹتا ہے، نہ اسے ذلیل کرتا ہے نہ اس کی تحقیر کرتا ہے، تقویٰ یہاں پر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اپنے سیدہ مبارک کی جانب اشارہ کیا، مسلمان کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان کو ذلت کی نگاہ سے دیکھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔“

مذکورہ بالا ارشاد نبوی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اسلامی معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر مسلمان کو بھائی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اقلیتوں سمیت تمام افغانوں کے شرعی حقوق کو ایک دینی ذمہ داری کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ امارت اسلامی کی تشکیلات میں ملک کے تمام حصوں اور تمام لسانی طبقات سے صالح اور سمجھ دار لوگ شریک ہیں، جو گذشتہ ۳۶ سالہ تجربات اور پھر آخری بیس سالوں کی ذمہ داریوں سے بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں۔ لہذا کوئی اس تشویش کا شکار نہ ہو کہ اگر امارت اسلامی کی حکومت آگئی تو کیا ہوگا۔ میں آپ سب کو اطمینان دلاتا ہوں کہ آنے والا انقلاب ایسا نہیں ہوگا جس طرح کمیونسٹ حکومت کے خاتمے سے سب کچھ ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ اس دور کی طرح آج کے جہادی صف میں اختلافات نہیں ہیں۔ اس بار ملک کے ہر شعبے میں ہونے والی شرعی اور قانونی ترقی کو برقرار رکھا جائے گا۔ قومی دولت اور عوام کی ذاتی جائیدادوں اور املاک کی حفاظت کی جائے گی اور سب کو اپنی جائیدادوں پر بحال رکھا جائے گا۔ تمام اقوام اور شخصیات کی حیثیت کو احترام دیا جائے گا۔ افغانوں کی دینی اور دنیوی ضروریات کو سامنے

رکھتے ہوئے ایک جواب دہ، شفاف، پیشہ ورانہ مہارتوں سے لیس اور تمام افغانوں کی نمائندگی کو شامل حکومت قائم کی جائے گی۔ ہماری کوشش ہے کہ تمام پڑوسی اور عالمی ممالک کے ساتھ اسلامی اصولوں اور قومی مفادات کی روشنی میں دوطرفہ تعلقات قائم کریں اور افغانستان کو غیروں کے شر اور داخلی اختلافات سے نجات دلا دیں۔

۵۔ کچھ حلقے مجاہدین پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ پاکستان اور ایران کے لوگ ہیں۔ ان کے یہ خیالات اور الزامات انتہائی غیر منصفانہ اور خلاف حقیقت ہیں۔ کیوں کہ ہماری گذشتہ تاریخ اور موجودہ صورت حال ان دعووں کی تصدیق نہیں کرتی، اور آئندہ کی تاریخ بھی اس تہمت کے خلاف گواہی دے گی، ان شاء اللہ۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ ہم نے ہمیشہ پاکستان، ایران بلکہ تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات چاہے ہیں، پاکستانی اور ایرانی عوام کی طرح دیگر پڑوسی ممالک، خطے اور عالمی اقوام کی ہمیشہ سے بھلائی چاہی ہے اور اب بھی چاہتے ہیں۔ یہ ہماری طے شدہ پالیسی ہے جو سب کے مفاد میں ہے۔

اس حوالے سے اصحاب دانش سے میرا مطالبہ ہے کہ دشمن کے انٹیلی جنس اداروں کے اس نامعقول پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں، اپنے عظیم قابل فخر کارنامے غیروں سے منسوب نہ کریں۔ اتنی بڑی جنگ جس نے بدخشاں سے قندہار، فاریاب سے پکتیا اور ہرات سے ننگر ہار تک پورے ملک کو اپنی آغوش میں لے لیا ہے یہ غیروں کی مدد سے لڑنا ممکن ہوتا یا بیرونی امداد کوئی اثر دکھاتی تو اس سے کامل انتظامیہ کے در و کو کوئی چارہ ضرور ملتا جس کے گرد پچاس ممالک کا حصار قائم ہے۔ اسلحہ سے لے کر افرادی قوت تک سب کچھ انہیں باہر سے ملتا ہے، یہاں تک کہ ان کے رہنماؤں کی پرورش اور تربیت بھی وہیں ہوئی ہے۔ مگر یہ سب کچھ ان کے قدم نہ جما سکی، اور آئے دن علاقے ان کے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد، مومن عوام کا تعاون اور جہادی روحانیت اور جذبہ شامل حال نہ ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ یہ غیر متوازن جنگ دنیا کی بڑی عسکری قوتوں کے خلاف ایک یا دو ممالک کی خفیہ اور جزئی تعاون کی زور پر چودہ سال تک لڑی جاتی؟ یقین کریں عقل سلیم اسے تسلیم نہیں کرتی۔ اس لیے مسلمان بھائی چاہے وہ ہم سے دور ہوں یا قریب، دشمن کے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں، دشمن انتہائی مکار اور چالاک ہے جو مسلمانوں اور اسلامی تحریک کے خلاف اپنا پروپیگنڈہ بہت مہارت سے عام لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ مگر مسلمانوں ہوشیار اور اپنی ایمانی فراست سے لیس رہیں۔

۶۔ کچھ لوگ انتہائی غلط طور پر اور بلا کسی قابل ذکر دلیل کے امارت اسلامیہ کو نفی ترقی، عصری علوم اور وسائل کا مخالف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ امارت اسلامی کے دور حکومت میں عصری سکولوں اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے اداروں کی تعداد اور مصارف دینی مدارس سے زیادہ تھے۔ ملک کا بیس فی صد بجٹ سالانہ تعلیم کے لیے مختص تھا۔ ہمارے دینی علما عصری علوم کی سیکھنے کی سفارش اور حمایت اس لیے کرتے ہیں کہ اسلام نے اسے ضروری

قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

أَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال: ۶۰)

”اور تیار کرو ان کے لیے اپنی بساط کے مطابق قوت، اور گھوڑے، جس سے تم ہیبت ڈالو اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر“۔

مذکورہ بالا ارشاد مہار کہ کے مطابق جس میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں تیاری کرو، تو موجودہ دور میں جہاد ایک اہم فریضہ ہے۔ وہ اسباب جس سے دشمن کو اچھی طرح سے مارا جاتا ہے وہ عصری تعلیم اور نئے تجربات کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کا استعمال اس کے بغیر ممکن ہے۔ اسی طرح مجاہدین زخیوں اور عام مسلمانوں کا علاج معالجہ اور عام زندگی کے مختلف فنی، تکنیکی، صنعتی، زراعتی اور دیگر شعبوں میں دشمن کے احتیاج سے خلاصی معاصر دور میں مسلمانوں کی صحیح خدمت ہے اور اسلامی معاشرے کو خود کفیل بنانا عصری علوم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ہماری فقہ کا تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ ”ما لا یتم الواجب إلا به فهو واجب“ [جس کے بغیر واجب کی تکمیل نہ ہو وہ واجب ہے]۔ لہذا امارت اسلامی شریعت مقدسہ کی روشنی میں عصری علوم اور وسائل کی اہمیت کی قائل ہے اور اس پر اصرار کرتی ہے۔ اسی لیے مجاہدین وطن عزیز میں نئی نسل کی دینی اور عصری تعلیم کے لیے اپنے علاقوں میں ممکنہ وسائل مہیا کریں۔

۷۔ مجاہدین کو ایک بار پھر یہ بات بتادینا چاہتا ہوں کہ دو باتوں پر اگر عمل کرو گے تو آخری فتح تمہاری ہوگی، ایک یہ کہ اپنے تمام اعمال میں اللہ کی رضا مد نظر رکھو، دین، وطن، امارت اور اپنی قیادت کے ساتھ تخلص اور وفادار رہو یہی دینی ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْرِجْكُمْ مِنْكُمْ (محمد: ۷)

”اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو (اللہ) تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کرے گا“۔

دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوقِرْ كَبِيرَنَا (ترمذی)

”وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے“

یعنی وہ امت محمدیہ میں سے نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے برأت کا اعلان کر رہے ہیں۔ اپنے عوام سے نرمی، محبت اور خلوص سے پیش آؤ، بڑوں کو والدین اور چھوٹوں کو بھائیوں اور بچوں کی نگاہ سے دیکھو۔ عام لوگوں کے جان و مال کی حفاظت آپ کا اسلامی اور انسانی فریضہ ہے۔ خصوصاً اپنے عسکری منصوبوں میں عوامی نقصانات کی روک تھام پر توجہ دیں۔ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جن لوگوں نے اللہ کے دین سے خیانت کی، مومن مجاہد عوام کو زلت کی نگاہ سے دیکھا اور اسلامی اخلاق کو پامال کیا ہے

4 مارچ: صوبہ بغلان..... صدر مقام بغلان شہر..... مقامی جنگجوؤں کے شہسپر مجاہدین کا حملہ..... 3 جنگ جو ہلاک..... 6 گرفتار

ان کو یہاں کبھی قدم جانے کا موقع نہیں مل سکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (رواہ ابو داؤد)

”مسلمانوں میں کامل ایمان والا شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر

ہوں۔“

اس لیے عوام کے دل اچھے اخلاق سے جیتو۔

۸۔ مجاہدین بھائیو! ابھی جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے تم پر کھول دیے ہیں تو کوشش کرو کہ مخالف صف کے لوگوں کو دعوت کے ذریعے باطل راہ سے نجات

دلاؤ۔ ان کو حفاظت اور باعزت زندگی کے راستے مہیا کرو۔ انہیں مارنے کی بجائے ان کی

اصلاح سے خوش ہو، کیوں کہ ان کے خاندانوں اور قبیلوں سے ہمارے معاشرے میں دکھ

اور بڑھے گا۔ ان کی کفالت بھی تمہارے ہی ذمہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی

تعریف کی ہے جو غصہ کو برداشت اور غفرت کرتے ہیں:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

(آل عمران: ۱۳۴)

”اور (اللہ سے ڈرنے والے لوگ) غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو

معاف کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کو پسند کرتا ہے۔“

۹۔ پوری دنیا خصوصاً افغانستان کے لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ فتوحات کے اس

شروع ہونے والے سلسلے میں جس طرح گذشتہ ۱۴ سال تک جان و مال سے مجاہدین کی مدد

کی، اب پہلے سے بھی زیادہ ان کی مدد اور ان کا تعاون کریں۔ اس بات پر آپ کی توجہ رہے

کہ جہاد ہم میں سے ہر شخص پر فرض عین ہے۔ اگر کوئی شخص خود جہادی محاذ پر نہیں جاسکتا وہ

ایک مجاہد کی تیاری اور جہادی صفوں کے ساتھ مالی، سیاسی اور ثقافتی و ابلاغی طریقوں سے

تعاون کر کے جہادی فریضہ ادا کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي

سَبِيلِ اللَّهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا (متفق علیہ)

”جس نے اللہ کی راہ کے مجاہد کو وسائل تیار کر کے دیے اس نے جہاد کیا اور

جس نے کسی مجاہد کے گھر کی اچھی کفالت کی بے شک اس نے جہاد کیا۔“

۱۰۔ آخر میں اسلامی ممالک کے رہنماؤں اور عام مسلمانوں سے امید رکھتا ہوں

کہ آپس میں بھائی چارہ اور اتفاق پیدا کریں۔ اپنے آپس کے اختلافات سے اپنی صف

کمزور نہ کریں۔ برداشت، حوصلہ، تدبر اور اسلامی شریعت کی پابندی کی سیاست اختیار

کریں۔ اور تمام صاحب ثروت مسلمانوں سے امید رکھتا ہوں کہ عید کی خوشیوں میں شہداء،

اسیروں، معذوروں، غریبوں اور محاذوں پر برسر پیکار غازیوں کے خاندانوں سے ہمہ پہلو

تعاون کریں۔ عید کی خوشیوں میں انہیں اپنے ساتھ شریک کریں۔ ان کی حوصلہ افزائی

کریں۔ اور اس طرح دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کریں۔ اپنی طرح غیروں کے بھی

خیر خواہ رہو کیوں کہ یہی خیر اندیشی فلاح اور کامیابی کا راستہ ہے:

وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الحج: ۷۷)

”اور نیک کام (اچھے اخلاق اور صلہ رحمی) کرو تا کہ فلاح پاؤ۔“

ایک بار پھر تمام مسلمانوں کو عید مبارک، اللہ تعالیٰ آپ کی عبادتیں قبول فرمائیں۔

والسلام

☆☆☆☆☆

ایوبیوں کا آخری تاجدار ملک الصالح اچانک وفات پا گیا تھا اور چھٹا صلیبی لشکر فرانس کے

بادشاہ کنگ لوئیس نہم کی قیادت میں مصر کے پر معرکے مارتا ہوا مصر تک آن پہنچا تھا۔ یہ

اسلام کے لیے سخت ترین دور تھا۔ صلیبیوں و تاتاریوں میں اسلام کو مٹانے کے لیے

معادہ ہو چکا تھا، تمام مسلم سرزمینیں تاتاریوں نے روند دی تھیں اور مصر کے مملوک اسلام کا

آخری قلعہ رہ گئے تھے، کردوں کا اقتدار بھی کم و بیش ختم ہو چکا تھا۔ ۱۲۴۹ عیسوی کا یہ

زمانہ اپنے زمانے کی مایہ ناز سلطنت فرانس کے لیے سنہری دور تھا کہ مسلم سرزمینوں پر چڑھ

دوڑے اور بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبضے سے آزاد کروالے اور کنگ لوئیس نے فیصلہ

کرنے میں دیر نہ کی!

یہ ساری مشکلات اپنی جگہ پر ہی تھیں کہ ایک اور مصیبت یہ آن پڑی کہ ملک الصالح

اچانک انتقال کر گیا۔ لیکن اس کی ملکہ شجرۃ الدر نے ایک عجیب فیصلہ کیا، تخت کا وارث

تو ران شاہ جو کے بعد میں نالائق حکمران ثابت ہوا یہ تخت سے دور تھا اور دشمن کی فوجیں

مصر کے دروازے پر تھیں۔ شجرۃ الدر نے فوراً مصاحبین خاص کے مشورے سے ملک

الصالح کی موت کو چھپانے کا فیصلہ کیا۔ روزانہ اس کے کمرے میں ویسے ہی کھانا بھیجا

جاتا اور ملکہ مختلف فیصلوں پر شاہی مہر ثبت کرتی رہتی۔ تین افراد کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا

کہ ملک الصالح وفات پا چکا ہے۔ ۱۲۵۰ عیسوی میں ساتویں صلیبی جنگ کا معرکہ

شروع ہوا اور بعض مورخین کے مطابق شجرۃ الدر نے اس معرکے میں نقاب پہن کر خود حصہ

لیا۔ اس صلیبی جنگ کا اختتام یہ تھا کہ اپنے زمانے کی سب سے زیادہ طاقت ور مغربی و

صلیبی ریاست کا بادشاہ کنگ لوئیس مسلمانوں کا اسیر بن گیا اور اس کی فوجوں کی لاشیں

میدان میں بکھری رہ گئیں۔ ملک الصالح کی موت کو چھپانے کا فیصلہ بالکل درست

ثابت ہوا اور مسلمان فوجوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ کنگ لوئیس کو فرانس کی گُل

آمدنی کا ۳۰ فی صد بطور فدیہ دے کر جان چھڑانی پڑی۔

جولوگ ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر چھپانے پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں وہ ایک

عورت جتنی عقل بھی نہیں رکھتے!!!

4 مارچ: صوبہ دکنی کنڈی..... ضلع گیز آب..... مجاہدین اور کھپتلی فوجوں کے درمیان جھڑپ..... ایک فوجی ہلاک..... تین زخمی

کلمہ شہادت سے رتبہ شہادت تک کا مبارک سفر!

حسان یوسف

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے Resurgence کے شمارہ نمبر ۲ ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلب منیب کے حامل اس بندہ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا..... ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیابیاں چہار سو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا..... ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے..... پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے..... ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پڑ کھن اور پُر صعوبت راستے پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹا ہوا مہربان اور قدردان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا..... Resurgence کے اس شمارے کا ترجمہ ماہ نامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہوگا [ان شاء اللہ]..... اس سلسلے کی پہلی کڑی مذکورہ شمارے میں بھائی حسان یوسف حفظہ اللہ کے قلم سے لکھے گئے ادارے کا ترجمہ ہے..... جو کہ قارئین نوائے افغان جہاد کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے [ادارہ]۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین! ”Resurgence“ کا یہ خصوصی شمارہ ایک ایسے شہید کے سفر زیست کی داستان ہے جس نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا سفر کلمہ شہادت سے شروع کیا اور بالآخر اپنے خون سے اس کی شہادت دے کر اپنے رب کے پاس پہنچ گیا۔

عظیم مہاجر، رابط اور مجاہد فی سبیل اللہ شیخ آدم یحییٰ ندن [عزام الامریکی] رحمہ اللہ نے اس سال کے آغاز میں ایک امریکی ڈرون حملے میں جام شہادت نوش کیا۔ ان کو بھی اسی دوران شہادت کی سعادت نصیب ہوئی جب کہ عالمی تحریک جہاد کے کئی دیگر قائدین جیسے شیخ ابراہیم الرشید، شیخ حارث النظاری، شیخ ابو محمد داغستانی، شیخ نصر بن علی الانسی، شیخ محمد والدین حمام المصری رحمہم اللہ اور دیگر کئی قائدین نے جہاں اپنے رب کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کیا وہاں اس راستے میں اپنا خون پیش کر کے ہمارے دلوں میں شہادت کی تمنا کی شمع کو مزید روشن کر دیا۔ ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ان سب حضرات کی قربانیوں کو قبول فرمائیں، انہیں جنت الفردوس میں انبیاء، صدیقین اور شہداء کا ساتھ نصیب کریں، ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل اور امت کو ان کا نعم البدل عطا کریں۔

شیخ آدم رحمہ اللہ کی شہادت سے کچھ ہفتے قبل استاد احمد فاروق [راجہ سلمان] رحمہ اللہ بھی ایک امریکی ڈرون حملے میں شہادت پا کر ایک دہائی پر محیط اپنا سفر جہاد مکمل کر گئے۔ ان کی زندگی اور شخصیت کتنے ہی نوجوانوں کی تحریض کا ذریعہ بنی اور ایک بڑی تعداد ان کے دروس اور تحریروں کو پڑھ کر ارض جہاد کی طرف آئی۔ جہاں ان کی شہادت ان کے جاننے والوں اور محبین کے لیے گہرے غم اور صدمے کا باعث بنی وہاں اس شہادت سے ہمارا اس مشن کو جاری رکھنے کا عزم اور بھی پختہ ہو گیا ہے جس کی خاطر انہوں نے اپنی جان

قربان کر دی۔ وہ نہ صرف ہمارے ایک عظیم نظریاتی قائد تھے جنہوں نے اپنے قلم اور تلووار سے جہادی سبیل اللہ کا حق ادا کیا بلکہ ہم میں سے اکثر کے قریبی دوست، مخلص استاد اور وہ نمائی کا ایک روشن مینار بھی تھے۔

امریکی اپنی ہٹ دھرمی میں اس حقیقت کو نظر انداز کر گئے کہ استاد احمد فاروق رحمہ اللہ جیسے ابطال کو ایک میزائل سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اب جب کہ انہوں نے اپنے خون سے اپنے الفاظ کو دائمی زندگی عطا کر دی ہے، ان شاء اللہ وہ زندہ رہیں گے اور آنے والی نسلوں کو جہادی سبیل اللہ کی راہ دکھاتے رہیں گے۔ ہم ان کے اہل و عیال، احباب اور فی سبیل اللہ تمام ساتھیوں سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ انہیں شہداء کے زمرے میں قبول فرمائے، انہیں جنت الفردوس کے اعلیٰ درجات عطا کرے، ہمیں عدن کے باغات میں ان کے ساتھ اکٹھا کرے اور امریکیوں اور ان کے کاسہ لیس پاکستانی جرنیلوں اور حکمرانوں سے ان کی شہادت کا انتقام لینے کا بھرپور موقع عطا کرے۔

یہاں اپنے عظیم قائدین کی تعزیت کے ساتھ ساتھ ہم امت کو افق پر ابھرتی فتح کی نویدیں بھی سنانا چاہتے ہیں: یمن میں حضرموت، شبوہ، ابین، عدن اور معارب سے لے کر، شام میں ادلب، درعا، الحسہ اور حلب اور افغانستان میں ہرات، فراه، بلمند، قندھار، زابل، غزنی اور قندوز تک ہر سمت سے مجاہدین کی پیش قدمی اور فتح کی خبریں ہیں۔ الحمد للہ قیادت کی اتنی بڑی قربانی کے باوجود امت کی تحریک جہاد پورے زور سے آگے بڑھ رہی ہے اور اس کی ترقی سے کفر کی نیندیں حرام ہو گئیں ہیں۔

امریکہ نے جس جگہ جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کے نائب امیر استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کو ڈرون کا نشانہ بنایا وہیں دو مغربی باشندے بھی امریکہ کی سیاسی و مادی و عدالت قتل کی سفاک عالمی پالیسی کا نشانہ بن گئے: ڈاکٹر وائن شائن [چاچا اسحاق] اور

8 مارچ: صوبہ بغلان..... ضلع ملی خرمی..... مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت فوجی افسر بشیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا

لیپ ٹاپ، خبروں اور حالاتِ حاضرہ تک رسائی اور دیگر سہولیات بھی حاصل تھیں۔ سارے عرصے کے دوران ڈاکٹر وائن سٹائن کو ایک دفعہ بھی ہتھ کڑی نہیں لگائی گئی نہ ہی انہیں سلاخوں کے پیچھے بند کیا گیا بلکہ انہیں اپنی حفاظت پر مامور بھائیوں سے تعامل کی مکمل اجازت تھی، اس چیز نے انہیں بہت متاثر کیا۔ لوپورٹو [محمد بھائی] کے ساتھ بھی اسی طرح بہت اچھا رویہ رکھا گیا جس کا اس ظلم اور بربریت سے کوئی موازنہ نہیں جو گوانتا مودرسی آئی اے کے عقوبت خانوں میں ہمارے قیدی بھائیوں پر ہر روز ڈھائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جنگ تیل یا مادی وسائل کی جنگ نہیں ہے جس کے لیے تعذیب کے غیر معمولی طریقے، خفیہ ٹارچریلز، گوانتا مویا بوغریب ضروری ہوں۔ بلکہ ہماری جنگ اس کلمے کی بالادستی کی جنگ ہے جس پر ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ایمان لائے ہیں۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو دوسروں کے ساتھ ہمارے چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں بھی ایک زمینی حقیقت بن کر جھلکتا ہے۔ ڈاکٹر وائن سٹائن اور لوپورٹو کے متعلق اور بھی بہت سے حقائق ہیں جو ان شاء اللہ کسی علیحدہ ویڈیو میں قارئین کے لیے پیش کیے جائیں گے۔

اپنے محبوب بھائی آدم بچئی ندن رحمہ اللہ کی شہادت کی طرف واپس آتے ہیں جہاں ہم امتِ مسلمہ کو ان کے اس دائمی کامیابی پاجانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں جس کی تمنا ہم سب کے اور ہر مخلص مسلمان کے دل میں ہے وہاں ہم اس بات پر بھی زور دینا چاہتے ہیں کہ شیخ آدم کی شہادت نے ایک بار پھر ہماری قیادت اور دشمنانِ اسلام کی قیادت کے فرق کو واضح کر دیا ہے۔ ہمارے قائدین اپنی زندگی کا جوئے امتِ مسلمہ کی قسمت کے اس فیصلہ کن معرکے کی اگلی صفوں میں لڑتے ہوئے گزارتے ہیں اور جانیں قربان کر کے اپنے خون سے اپنے الفاظ کو دائمی زندگی عطا کرتے ہیں جب کہ کفار کے لیڈروائٹ ہاؤس اور ٹین ڈاوننگ سٹریٹ جیسے بلوں میں ڈبک کے بیٹھے رہتے ہیں اور ان کے بزدل غلام مقبوضہ مسلم ملک کے مراکز میں بنائے ریڈ اور گرین زونز میں محصور رہتے ہیں۔ وہاں بیٹھ کر اپنے مرنے کا انتظار کرتے ہیں۔ یہی فرق ایک اللہ کے ماننے والوں اور مادے کے پجاریوں کی زندگیوں میں ہے اور یہی فرق ایک اللہ کی خالص توحید پر پختہ ایمان رکھنے والی امت اور اہل کفر و شرک کے عقیدوں میں ہے۔

اطلاوی شہری لوپورٹو [محمد بھائی]..... اپنے ہی شہری ڈاکٹر وائن سٹائن کو جان بوجھ کر قتل کر کے امریکہ نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسلام کا ایسا شدید دشمن ہے جو اپنے پاس قید ایک بے گناہ مظلوم مسلمان عورت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو رہا کرنے کی بجائے اپنے ہی شہریوں کو قتل کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔ امریکی حکومت کو کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ شیخ عمر عبدالرحمن، عافیہ صدیقی، گوانتا مودرسی آئی اے کے دیگر گم نام عقوبت خانوں میں قید سیکڑوں مسلمان مجاہدین قیدیوں کا معاملہ اتنی آسانی سے پس پشت ڈال دیا جائے گا۔ جب تک امریکہ کی قیادت میں مغربی صلیبی اتحاد، مسلم دنیا کے اوپر اپنے تسلط کو وسیع دیتا رہے گا، یورپین اور امریکی شہریوں کو یوں ہی مغرب کے جرائم کی قیت ادا کرنا پڑے گی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم ڈاکٹر وائن سٹائن اور لوپورٹو کے خاندانوں کو یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جماعتِ قاعدۃ الجہاد تو ۲۰۱۲ء سے اس کوشش میں تھی کہ امریکہ کے ساتھ قیدیوں کے باہم تبادلے کا کوئی معاہدہ طے پا جائے۔ لیکن اباما انتظامیہ کی طرف سے اتنی شدید سردمہری کا مظاہرہ کیا گیا کہ مذاکرات کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اباما نہ صرف ان سیاسی قتلوں کا ذمہ دار ہے بلکہ وہ اس بارے میں بھی اپنی قوم کو دھوکہ دے رہا ہے کہ یہ حملہ حادثاتی طور پر ہو گیا۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ ڈاکٹر وائن سٹائن کے بارے میں امریکی حکومت کی مجرمانہ خاموشی اور ان کی رہائی کی شرائط طے کرنے سے انکار اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ وہ انہیں مردہ ہی دیکھنا چاہتے تھے چاہے اس کے لیے انہیں ایک مہم ڈرون حملہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے، جس کا بہانہ بنا کر وہ کہہ سکیں کہ وہ غلطی سے مارے گئے ہیں۔

ہم یہاں ان کے خاندانوں کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ پاک افغان بارڈر کے علاقے میں ان کے قیام کے دوران جماعتِ قاعدہ نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کے اسلامی احکامات کی روشنی میں ان کا پورا پورا خیال رکھا۔ بالخصوص ڈاکٹر وائن سٹائن [چچا آٹلی] کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا اور امریکہ کے صوبہ اول کے اتحادی [پاکستان فوج] کی بھاری توپ خانے اور فضائی بمباریوں کے درمیان بھی اس کی پوری کوشش کی گئی کہ ان کی خوراک انسان کے علاج کے مطابق ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں کتابیں،

ڈاکٹر وائن سٹائن کے ساتھ مجاہدین کے حسن سلوک کی صرف ایک مثال قارئین کے پیش خدمت ہے: ان کی عمر کے مطابق ان کو مخصوص غذا کی ضرورت تھی، جس کا پورا انتظام کیا جاتا، روزانہ کی اس خوراک میں دیگر چیزوں کے علاوہ ہر روز کی ایک سلمن مچھلی بھی شامل تھی، صرف اللہ کی رضا کی خاطر جماعتِ قاعدۃ الجہاد نے ان کے لیے درپیش حالات میں دستیاب بہترین علاج معالجے کی سہولیات کا بندوبست کیا، ہمارے بعض قارئین کے لیے یہ بات شاید تعجب کا باعث ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کی کمر سنی اور دل کی بیماری کی وجہ سے جماعتِ قاعدۃ الجہاد ان کی طبی اور غذائی ضروریات پر ایسا ہزار روپے ماہانہ تک خرچ کرتی رہی جب کہ ان کے ساتھ وہیں رہنے والے عام مجاہدین کا ماہانہ خرچہ، تین سے چار ہزار روپے کی کسی تھا [جو کہ القاعدہ کے ایک مجاہد کا اوسط ماہانہ خرچہ ہے] امریکہ یا اس کے مرتد اتحادیوں کے بارے میں ایسا تصور کرنا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے کہ ان کے ہاں کوئی ایسا قید خانہ ہو جہاں قیدیوں کی خوراک اور علاج معالجہ کی سہولیات قید کرنے والوں سے اتنی بہتر ہوں۔ تمام تعریفیں اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں اسلام کا نور عطا کیا اور کفر کی جہالت اور ظلمت سے محفوظ رکھا۔

9 مارچ: صوبہ بلمند..... ضلع سنگین..... بارودی سرنگ دھماکے..... 2 ٹینک تباہ..... کمانڈر لاک سمیت 6 اہل کار ہلاک..... 2 زخمی

شیخ آدم ندن رحمہ اللہ کی شخصیت بہت سے عظیم اور متنوع پہلوؤں کی جامع تھی۔ پہلا یہ کہ انہوں نے عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا اور جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ

”جو کوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھتا ہو اور پھر اسلام قبول کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی ایمان لے آئے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔“ [صحیح بخاری جلد اول حدیث: ۹۷۷، متفق علیہ]

دوسرا انہوں نے دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کی، تیسرا اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ بطور مرابط اور ایک متحرک داعی الی اللہ کے طور پر گزارا۔ چوتھا وہ اہل کتاب [یہود و نصاریٰ] کے ہاتھوں شہید ہوئے اور ایک اور حدیث کے مطابق ”جو مسلمان اہل کتاب کے ہاتھوں شہید ہو تو اس کے لیے دوشہیدوں کا اجر ہے۔“ [سنن ابوداؤد، جلد دوم حدیث نمبر ۷۲۳]

وہ ایک ہی وقت میں ایک جنگ جُو مجاہد، دین کے طالب علم اور ایک فصیح خطیب بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ جہادی میڈیا کے ماہر پروڈیوسر و ہدایت کار اور اہم منصوبہ ساز بھی تھے۔ لیکن اتنی متنوع شخصیت کے باوجود وہ انتہائی منکسر مزاج اور متقی تھے اور ان کی طبیعت میں میڈیا کی چکاچوند میں رہنے والے لوگوں جیسے تکبر و نفوت کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ جو لوگ ان کو قریب سے جانتے ہیں ان کے لیے ان کی زندگی کے تعمیری پہلو، مصائب و آلام میں عزم و استقامت، نامساعد حالات میں صبر و توکل وغیرہ انتہائی متاثر کن تھے۔ کفر و اسلام کے معرکے کے اس نازک مرحلے میں جہاد دور باط جس قسم کے صبر و استقلال کا تقاضا کرتے ہیں شیخ آدم ندن نے آنے والوں کے لیے اس کی مثال قائم کر کے دکھا دی۔ ان کی شخصیت کا ایک تربیتی پہلو اُن کا انتہائی متوازن طریقے سے جہاد کو درپیش عملی مسائل کو حل کرنا تھا۔ اسی طرح دور حاضر کے مخلص علماء کی بہت زیادہ توقیر اور دینی معاملات میں غلو سے ان کی شدید نفرت، ان کی ایسی خاصیتیں تھیں جن کی تعریف کیے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ وہ ہمیشہ بھائیوں کو امت کی تحریک جہاد کے لیے خارجیت کے تباہ کن اثرات سے خبردار کرتے رہتے تھے۔ وہ انتہائی عمیق اور پاکیزہ طبیعت کے حامل تھے اور سطحیت سے بہت چڑتے تھے۔ دیکھنے والا ان کی شخصیت میں اس ایمانی بصیرت کا مشاہدہ کر سکتا تھا جس کا ذکر اس حدیث میں ہے:

”مومن کی بصیرت سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔“ [ترمذی جلد:

۲، حدیث: ۱۰۷۱]

جہادی میڈیا، بالخصوص ’السحاب‘ میں شیخ آدم کا غیر معمولی کردار بلاشبہ ان کی زندگی کے بڑے کارناموں میں سے ایک ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ وہ اکیلے ہی پوری ایک میڈیا ٹیم تھے۔ تحریر، ریکارڈنگ، ایڈیٹنگ اور ترجمے سے لے کر بیانات و دستاویزی ویڈیوز کی تیاری تک سارا کام وہ اکیلے ہی کر لیتے تھے۔ ان کے اندر دستیاب وسائل کو استعمال میں لانے اور ان سے بہترین استفادہ کرنے کی زبردست صلاحیت موجود تھی۔ حالیہ سالوں میں انٹرنیٹ، ٹی وی یا اخبارات وغیرہ تک ان کی رسائی بہت محدود ہو گئی تھی اس لیے دنیا بھر کے حالات و واقعات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے انہیں صرف اپنے ریڈیو پر ہی انحصار کرنا پڑتا تھا۔ ان دشواریوں کے باوجود ان کے بارے میں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ خود عالمی جہاد کے مختلف محاذوں پر ہونے والی واقعات میں شریک ہوں۔ ان کی روانی سے تین زبانیں [عربی، انگریزی، فارسی] بولنے اور دو [اردو، پشتو] صاف سمجھنے کی صلاحیت ان کے لیے علاقائی اور بین الاقوامی سیاست پر عبور حاصل کرنے میں بہت معاون ثابت ہوئی۔ بطور مہاجر خطے کے سیاسی اور ثقافتی پہلوؤں کی گہری سوجھ بوجھ اور دوسرے مسائل [بالخصوص خفیہ مسلک] کا بہت زیادہ احترام کرنا اور علاقے کی ثقافتی نزاکتوں کا خیال رکھنا ان کی ایسی خوبیاں تھیں جن کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ..... ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق کے لیے ڈٹے رہیں گے اور حق ہی بیان کریں گے اور اللہ کے راستے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔“ [صحیح بخاری جلد سوم حدیث: ۲۰۸۰]

ایک اور روایت میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

”کون سا جہاد افضل ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق

بیان کرنا۔“ [سنن النسائی جلد سوم حدیث: ۵۱۳]

آدم بچی ندن رحمہ اللہ، امریکہ کی تاریخ میں تیرہویں اور پہلے مسلمان امریکی ہیں جن پر ریاست کے ساتھ بغاوت کا جرم عائد کیا گیا۔ ان کا جرم اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ انہوں نے امریکہ کی شیطانی ریاست کے سامنے کلمہ حق بیان کیا۔ ہم سمجھتے ہیں امت مسلمہ کے دفاع میں اپنی جان قربان کر کے انہوں نے اپنے مقدمے کا بہترین دفاع

کے نام یہاں بتاتے چلیں کہ ان کے مقام کے مطابق ہم ان کو شیخ کہہ کر پکاریں گے اگرچہ وہ اپنی زندگی میں اس سے منع کرتے تھے..... مجھے یاد ہے آخری دفعہ جب میں نے انہیں ’شیخ‘ کہا تو انہوں نے سختی سے منع کرتے ہوئے جواب دیا: ”میں شیخ نہیں ہوں فقط آپ کا بھائی ہوں۔“..... ان کی شہادت کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ان کو وہ توقیر دوں جس کے وہ مستحق تھے۔

9 مارچ: صوبہ بلنڈ..... صدر مقام لشکر گاہ..... بارودی سرنگ دھماکہ..... رنجر گاڑی تباہ..... 6 اہل کار ہلاک اور زخمی

کر دیا ہے اور ان شاء اللہ قیامت کے دن وہ نہ صرف اپنے حق میں بطور شہید اٹھیں گے بلکہ اپنی قوم کے خلاف بھی گواہی دیں گے جس نے ان کی اللہ کی طرف مخلص دعوت کا اپنی روایتی ہٹ دھرمی سے جواب دیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ان کی قوم کے جواب کا تذکرہ ہے:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ [العنکبوت:

[۲۴

”ان کی قوم نے یہی جواب دیا ”اسے قتل کر دیا جلا دو“۔

ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ انہیں جنت میں اعلیٰ ترین درجات سے نوازے اور ہمیں ان کا بہترین انتقام لینے کا موقع عطا کرے۔ اب ہم آپ کی خدمت میں ان کا یہ پرمغز انٹرویو پیش کرتے ہیں جو انہوں نے پچھلے سال کے آخری ایام میں دیا جو بعد میں ان کی آخری گفتگو ثابت ہوا۔ یہ انٹرویو بہت سے موضوعات کا احاطہ کرتا ہے، ان کے اسلام قبول کرنے کے تذکرے سے لے کر، مسلمانوں اور مجاہدین کو شمالی افریقہ سے برصغیر تک جہاد کے عالمی محاذوں پر درپیش چیلنجز پر ان کی گہری نظر اور اس کے ساتھ شام کے معرکے کی مختلف جہتوں کا تفصیلی تجزیہ اور اسلامی دنیا پر اس کی اثرات پر تفصیلی گفتگو اس انٹرویو کا حصہ ہے..... اس انٹرویو میں شیخ آدم رحمہ اللہ ہمیں بتائیں گے:

• بھارت اس وقت تک مجاہدین کے نشانے پر رہے گا جب تک وہ مظلوم مسلمانوں کے خلاف اپنی جاہلانہ پالیسیاں اور ان کے علاقوں پر اپنا تسلط نہیں چھوڑے گا۔
• ہمارے مظلوم بنگالی بھائیوں کے لیے نجات کا واحد راستہ دعوت و جہاد ہے۔
• پاکستانی نظامِ امارت اسلامی افغانستان کے سقوط اور افغانستان پر قبضے کا ذمہ دار ہے اور اس کے جرائم تا حال اسی شدت سے جاری ہیں۔

• پاکستان میں قیام کے دوران اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے بھائیوں کو ایسے متعدد انصارعطا کیے جنہوں نے خطرات کے باوجود ہمیں پناہ بھی دی اور ہمارا پورا پورا خیال رکھا۔
• کم از کم دو دفعہ کراچی میں امریکی اور ان کے پاکستانی ایجنٹ مجھے تقریباً گرفتار کرنے کے قریب پہنچ گئے تھے۔

• شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ میں ایک عظیم قائد کی صفات پائی جاتی تھیں اور ایسی مسکراہٹ جو ایک پورے شہر کو منور کر دے۔

• افغانستان میں امریکی شیخ ابو مصعب رحمہ اللہ کو شہید کرنے کے قریب پہنچ گئے تھے لیکن اللہ نے انہیں محفوظ رکھا یہاں تک کہ وہ عراق میں امریکہ کے سب سے بڑے دشمن بن گئے۔

• شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ وحدت کے داعی تھے جنہوں نے امت کی خاطر جہاد کیا، آج انہیں ان لوگوں کی غلطیوں کا ذمہ دار نہیں ٹھہرانا چاہیے جو شیخ اور ان کے منہج کی

پیروی کا غلط دعویٰ کرتے ہیں۔

• مسلمان کا خون بہت مقدس ہے، کعبۃ اللہ سے بھی بڑھ کر مقدس ہے، اسے ناحق بہانا نہ صرف بہت بڑا ظلم ہے بلکہ کفر و شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔

• گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں نے نہ صرف امریکہ کی ناک کو خاک آلود کیا بلکہ اس کے ناقابل تخیل ہونے کا سحر بھی توڑ دیا۔

• ہانی بنجور بھائی [معرکہ گیارہ ستمبر کے جاں بازوں میں سے ایک شہید] نے ۱۹۹۹ء میں مجھ سے امریکی ڈومیسٹک پروازوں کے حفاظتی اقدامات کے بارے میں پوچھا۔

• گیارہ ستمبر اور یو ایس ایس کول جیسے بڑے حملوں سے قبل سچے خواب اتنے بڑھ گئے کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو ساتھیوں پر پابندی لگانا پڑی کہ اپنے خواب کا زیادہ تذکرہ نہ کریں۔

• عراق اور شام میں نئے صلیبی حملے کا مقصد، ایک خاص طبقہ فکر کے خلاف لڑنے کے لیے خطے میں صلیبی تسلط کو نئے سرے سے منظم کرنا ہے۔

• اگر صلیبی اپنے راستے بدل لیں [یعنی ہمارے علاقوں سے نکل جائیں] تو ہم ان کے خلاف لڑائی کو ایک لمحہ بھی طول نہیں دیں گے۔

• دمشق کے رژیم کے خلاف جہاد امت کے لیے آنے والی دہائیوں کی سب سے اہم جنگ ہے اس لیے ہمیں شام کے مجاہدین کی اس عظیم اور فیصلہ کن جہادی تحریک میں ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنا چاہیے۔

• جیسے النصرہ مبارک شامی انقلابی تحریک کا حصہ ہے۔

• شامی اور غیر شامی مجاہدین کے مابین تفریق ڈالنے یا خطہ کھینچنے کی کوشش ناکامی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

• امت کی بھرپور حمایت اور ہمدردی کا حصول ہمارے جہاد کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔
• جنگ اور لڑائی جہاد کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے مجاہد کا زیادہ وقت تو رباط میں گزرتا ہے جس کا اجر بہت عظیم ہے۔

• امارت اسلامی افغانستان ان شاء اللہ بہت جلد دوبارہ قائم ہونے والی ہے اور اس کا دوبارہ قیام پورے خطے میں تہلکہ مچا دے گا۔

• ساری دنیا کے مجاہدین کو افغانستان کے تجربے اور امارت اسلامی کی قائم کردہ مثالوں سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔

• ہر آنے والے دن اور نئی فتوحات کے ساتھ مسجد اقصیٰ کی آزادی قریب ہوتی جا رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

کہنے کو مسلمان میں بھی ہوں!

عدیل عثمان

اک دوسرے جوان نے کہا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن ہماری زد میں گھس آئے۔ ہماری کھیتیوں

کو روند ڈالا۔ اب آخر جنگ کا اور کون سا وقت آئے گا؟“

[نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے باب علی سے بالکل سامنے کوئی پانچ میل کے فاصلہ

پر میدان اُحد ہے۔]

خیمہ رضی اللہ عنہ سے ملے یہ کیا کہہ رہے ہیں:

”بدر میں شریک ہونے سے میں محروم رہا حالانکہ میری شدید تنہا تھی۔ میرا بیٹا

شریک ہوا اور اس کو شہادت نصیب ہوئی۔ کل رات میں نے اسے خواب میں

دیکھا وہ کہہ رہا تھا، اے میرے والد! آپ بھی چلے آئیں جنت میں

ہمارا ساتھ رہے گا۔ رب نے جو وعدہ کیا تھا میں نے اسے بالکل سچا پایا۔“

سنئے ذرا دل کے کانوں سے!!! کیسی طلب ہے زخم کھانے کی، کیسے جذبات

ہے جو اُٹھ آتے ہیں! جنگ کوئی پھولوں سے کھیلنے کا نام نہیں، یہاں ابو بختہ ہیں،

گردنیں اُڑتی ہیں، جسم کٹتے ہیں، لاشے ملے جاتے ہیں..... مگر یہ عبدالمطلب کا بیٹا حمزہ

رضی اللہ عنہ کیا کہہ رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا، میں تو کھانا ہی نہ کھاؤں گا جب تک باہر نکل کر

دشمنوں سے مقابلہ نہ کر لوں“.....

یہ ہے ان سب [رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ] کا اسوہ، زندگی اور راستہ..... اور

ایک میں ہوں کہ پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے ہیں، اصحاب رسول رضوان اللہ

علیہم اجمعین کی غلامی کا غرہ ہے..... لیکن!!!

خونی اندھیاریوں کی آندھی ہر نور نگشتی جاتی ہے

انسان کی یہ فردوسِ زمیں دوزخ میں ڈھلتی جاتی ہے

یہ امت جس کے شعلوں میں ہر گام پہ جلتی جاتی ہے

انساں پر فرشتے روتے ہیں، شیطان کی چلتی جاتی ہے

اسلام کی چیخیں سنتا ہوں، خاموش گزرتا جاتا ہوں!

کہنے کو مسلمان میں بھی ہوں، لیکن کہتے شر مانتا ہوں!

☆☆☆☆☆

ہجرت کا تیسرا سال اور شوال کی پانچویں تاریخ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے سامنے دو جاں نثار صحابہ انس رضی اللہ عنہ اور مونس رضی اللہ عنہ پیش ہیں اور خبر

دیتے ہیں اس لشکر کی جو مدینہ کے دروازے میں کھڑا ہے، کفر و باطل کا لشکر مدینہ کی

چراگا ہوں میں گھس آیا ہے ”عریض“ بھی ان کی دست برد سے باہر نہیں۔ مدینہ کے

کھیتوں کو اس لشکر کے اونٹ گھوڑے چر گئے ہیں۔

مدینہ میں یہ رات بڑے خوف اور گھبراہٹ کی رات تھی کہ انہیں ایک دل جلے

اور ظالم دشمن سے پالا تھا۔ جس کی طاقت بھی بے پناہ تھی۔ شہر پر ہر آن ان کے حملہ کا

اندیشہ تھا، اس لیے کچھ بہادر جاں باز مدینہ کی سرحدوں پر پہرہ زن ہوئے۔ اللہ اللہ کر کے

صبح ہوئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ لوگ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرا خیال ہے کہ ہم مدینہ میں ہی ٹھہریں اور دشمن سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ

کریں۔ اب اگر وہ وہیں پڑے رہے تو خود بچھتا نہیں گے اور ہم پر چڑھائی

کی تو ہم شہر ہی میں رہ کر ان کا مقابلہ کریں گے اور گھیر گھیر کر انہیں ڈھیر کر

دیں گے، کیونکہ وہ ہماری طرح مدینہ کی گلیوں اور پگڈنڈیوں سے واقف

نہیں۔ کہو، تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟“

جتنے جہاں دیدہ اور سمجھ دار لوگ تھے سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے

سے اتفاق کیا۔ مگر ایسے میں کچھ وہ بھی تھے جو ہمارے لیے ولولہ اور ہمت کے لیے نشان راہ

اپنے لفظوں سے چھوڑ گئے۔ وہ حکمت سے تو آشنا بعد میں ہوئے مگر اپنا حال دل کھول رکھا

اور رہتی دنیا تک کے لیے وہ جذبات امر کر گئے..... اک جوان اٹھا اور کہنے لگا:

”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ کہیں یہ نہ

سمجھ لیں کہ ہم ڈر گئے اور اس طرح ان کے دل اور بڑھ جائیں۔ اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بدر میں تو ہم تین ہی سو تھے پھر بھی اللہ نے کامیاب

کیا اور آج تو ہم تعداد میں بھی کافی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

ہمیں تو انتظار ہی اس روز کا تھا، اس کی ہی تو آرزو تھی“۔

بدر کے تین سو کی مثال دی جا رہی تھی وہاں تین سو ایک ہزار سے نکلے تھے،

یہاں تین ہزار کا لشکر سامنے کھڑا تھا اور یہاں اپنی تعداد کا زعم تو دیکھیں تین ہزار سے لڑنے

کو سات سو کی صفیں باندھی گئیں تھیں۔

چور دروازہ

مولانا سعید اللہ خان

ہیں اسی طرح سے یہ ”قومی ریاست“ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تقسیم کرتی ہے.....
 خدا را! ایک لمحے کو ٹھہر کر ذرا غور کریں کہ شریعت میں تو ایک وقت میں دو خلیفہ قبول نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ آیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی موجودگی میں دوسرا بیعت لے تو اس کی گردن مار دو ”فَاصْصِرْبْ عُنُقَهُ“..... ایسے میں ۵ ریاستوں کا تصور کہاں سے نکل آیا..... چلیں یہ تو سب مانتے ہیں کہ یہ فلسفہ قومیت غلط ہے پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے غلط مان لینے کے بعد آخر کیوں اس تصور کے درست ہونے کا اعلان پرچم کشائی کی تقریبات منامنا کر اور جھنڈے لگا لگا کر اور دوسروں کو تہنیتی پیغامات موبائل اور انٹرنیٹ پر دے دے کر عملی طور پر کیا جاتا ہے؟ قومی ریاست اور قومیت کے اس تصور کی ان سب علامتوں کو ایک طرف تو اپنایا جائے، اس فلسفے کی بنیاد پر رسمیں ادا کی جائیں اور پھر اس سارے عمل کی تاویل کرتے ہوئے فطری محبت کو دلیل کے طور پر لایا جائے..... یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے دو باہم متضاد اور باہم دیگر چیزوں کو جمع کر دیا جائے..... جھنڈا لگانا، پرچم کشائی کرنا، قومی ترانہ گانا گایا وطن سے ہونے والی فطری محبت کی محض علامتیں سی ہی ہیں یا اس فطری محبت کو قومی ریاست کی محبت اور عقیدت پھیلانے کے چور دروازے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے؟ اگر اسے چور دروازے کے طور پر استعمال نہیں کیا جا رہا اور یہ محض اسی فطری سی محبت کے اظہار ہی کی ایک شکل ہے تو پھر کیا خیال ہے کہ پنجابی، سندھی، بلوچی، پنجتون، بلتی اور کشمیری اپنے ہم زبانوں سے ہونے والی اسی ”فطری“ محبت کے اظہار کے لیے ایک ایک ترانہ لکھ لیں جو روزانہ پنجاب، سندھ، خیبر، بلتستان اور کشمیر کے اسکولوں کی اسمبلیوں صبح سویرے چلا چلا کر، کورس کی صورت میں، اٹھیں - شن ہو کر گایا جائے..... اسی طرح یہ سب ایک ایک پرچم بھی اسی ”فطری“ محبت کے ”جائز“ اظہار کے لیے بنالیں اور ایک دن رکھ لیں جب وہ اس کی پرچم کشائی کی تقریب خوب خوب اہتمام کے ساتھ منعقد کریں..... اسی طرح اپنی جائے پیدائش سے ہونے والی اسی ”فطری“ محبت کے ”معصومانہ“ اظہار کے لیے لاہوری، گجراتی، اسلام آبادی، فیصل آبادی، ملتان، سکھری، پشاور، وغیرہ ایک ایک ترانہ لکھ ڈالیں اور اس کے احترام میں کھڑا ہونا نہایت ضروری بنادیں اور اسی ”فطری“ محبت کے ”بے ضرر“ اظہار کے لیے ایک ایک جھنڈا بنالیں تو کیسا رہے گا؟؟
 یہ کچھ ہم سب کے نزدیک بالاتفاق ناقابل قبول ہے حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب اسی منطق کی رو سے جائز اور روا ہے جس منطق کی رو سے قومی ریاست کے

وطن یعنی جائے پیدائش اور اپنے ہم زبانوں سے محبت کو، نادانستہ طور پر، ایکسپلائٹ کر کے اسے نیشن اسٹیٹ کی محبت کے چور دروازے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے..... یہ محض اور نرا دعوے کا دعویٰ نہیں، بلکہ نگلی بولتی حقیقت ہے اور اسے سمجھنا بہت آسان ہے..... دیکھئے! جب اپنے ہم زبانوں کی یہی فطری محبت لسانیت کی شکل میں آتی ہے تو قومیت کا یہی نظریہ اس کے سخت خلاف ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے قومیت پر زد پڑتی ہے..... اسی طرح یہی فطری محبت جب علاقائیت کی شکل میں صوبائیت اور نسلیت میں ڈھلتی ہے تو یہی قومیت اس کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑی ہو جاتی ہے..... ”اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں“ اسی کا ایک اظہار ہے!

یہاں جو غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وطن کی محبت کی ڈھال آگے رکھ کر اس کے پیچھے قومیت کی تمام علامتوں کو سب جواز مہیا کر دی جاتی ہے..... قومیت (نیشنل ازم) محض ایک فلسفہ اور تصور ہی نہیں ہے جس کا گزر عوام الناس کے دلوں اور دماغوں ہی میں ہوتا ہو بلکہ یہ جیتا جاگتا فنا منا (آسان زبان میں طرز زندگی) ہے..... جب یہ خیالات کی دنیا سے باہر نکل کر معاشرے میں منتشر ہو جاتے تو یہ خاص قسم کی رسموں، رواجوں اور علامتوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے..... علامتیں اس نیشن اسٹیٹ کا جھنڈا اور قومی ترانہ ہیں جب کہ رسمیں اور رواج اس قومیت کے دن..... ۱۴ اگست کو منانا، قومی ترانہ تقریبات میں بجانا اور پرچم کشائی کی تقریب منعقد کرنا ہے.....

ہم میں سے بہت سوں نے سکول کی زندگی میں اپنی ابتدائی جماعتوں میں ”جھنڈے کے آداب“ پر مضمون ضرور پڑھ رکھا ہوگا..... ”جھنڈے کو شام کے وقت اتار لینا چاہیے کیونکہ اس پر شام کے سائے نہیں پڑنے چاہئیں، جھنڈیوں کو پیروں تلے نہیں آنا چاہیے“ وغیرہ وغیرہ ان کی چند جھلکیاں ہیں..... انہی آداب کا چرچا زور و شور کے ساتھ بچوں کیابڑوں کے رسالوں اور جراند میں بھی کیا جاتا ہے..... یہ مت سمجھ لیجیے گا کہ جو افراد اس تصور قومیت کی مذمت کرتے ہیں وہ ضرور بالضرور ملک دشمن ہیں اور انڈیا کے حمایتی اور ایجنٹ ہیں..... یہ منطق ایسی ہی ہے جیسے یہ کہنا کہ جو کمیونزم کی حمایت نہیں کرتا وہ لازماً غریب دشمن اور سرمایہ دار کا ایجنٹ ہے..... بھلا کمیونزم کی حمایت نہ کرنے سے غریب کی دشمنی کیسے ثابت ہو جاتی ہے؟!!! اسی طرح سے نیشن اسٹیٹ کے غیر اسلامی تصور کو رد کرنے سے ملک دشمنی اور انڈیا کی اتکھٹی کیسے پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے؟! یاللعجب!!! جس طرح سے برادری ازم، ذات پات کا نظام، صوبائیت ایک ”ملک“ کو تقسیم کرتے

جھنڈے کی پرچم کشائی کی تقریب کا بعض صالحین اہتمام کرتے ہیں..... تو پھر کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ”فطری محبت“ کی تاویل دراصل نیشن اسٹیٹ کی علامتوں اور اس کے رواجوں اور اس تصور اور اس فلسفے کو حلال اور جائز کرنے کے لیے چور دروازے کا کام دے رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (الاعراف: ۱۸۱)
 ”ہماری مخلوق میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق ہدایت اور حق ہی کے مطابق انصاف کرتا ہے۔“

اس قدر واضح اور مضبوط استدلال کو محض جذبات، زبان زد عام نعروں اور ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابوں کی بنیاد پر رد کر دینا دراصل علمی دیوالیہ پن اور فرار کی نفسیات ہی کا ثبوت نہ ہوگا بلکہ اس سے بڑھ کر حق اور درست بات کے سامنے اڑ جانے اور اس سے اعراض اور منہ موڑنے جیسے خطرناک روحانی امراض کی نشوونما کے لیے دروازے کھول دے گا..... اگر حق اس کے برعکس ہے تو بے فکری سے اس پر دے ماریے..... قرآن کے مطابق وہ اس کے پرچے اڑا کر اس کا بھیجا نکال باہر کرے گا.....
 بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الانبیاء: ۱۸)
 ”مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے۔“

یہاں انتخاب ریڈ کلف، ڈیورنڈ، سائیکس بیکو کی نسبت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے درمیان ہے..... ان میں سے جس کی نسبت اختیار کرنے میں فخر محسوس ہوا اسے اختیار کر لیں..... جو ریڈ کلف کی نسبت کو چور دروازوں سے قابل قبول بنانے میں لگا ہوا ہے اس کے بارے میں فقط یہی کہنا ہے کہ:

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است !!!

☆☆☆☆☆

ضرب کذب: جرنیلوں کے مکر اور ڈھونگ!

یہاں بھی بالکل یہی معاملہ ہے! راجیل کے ”بھونپو“ آئی ایس پی آر سے جو بیان نکلتا ہے، پورا جرنیلی اور جمہوری ”مُز“ اُسی کو ”کورس“ کے انداز میں دہرانے، گانے اور بجانے میں بخت جاتا ہے..... نواز، ممنون، شہباز، ثناء، ایاز، ڈار، خواجہ آصف اور تمام چھوٹے بڑے، مرکزی صوبائی وزیر، فوجی ”بھونپو“ کی سُرور میں سُرملا کر یکسانیت اور یوریت سے بھرپور ”راگ“ الاپے چلے جاتے ہیں..... ان بے وقوفوں اور کوڑمغزوں سے اتنا بھی نہیں ہوتا ہے کہ کم از کم الفاظ اور جملوں ہی میں جدت اور تنوع پیدا کر لیں! بس ہر کوئی ایک ہی طرح کے گھسے پٹے اور ازکار رفتہ بیانات دھڑلے اور ڈھٹائی سے داغے

چلے جاتا ہے.....

مجاہدین تو اپنے مالک اور پروردگار کے بھروسے پر اس جرنیلی ٹولے سے بھی، اس کی نوکری کرنے والے ”جمہوریوں“ سے بھی اور اس کی کاسہ لپسی کرنے والے ذرائع ابلاغ سے بھی محض اتنا کہتے ہیں کہ تم ”فیصلہ کن، فیصلہ کن“ کھیلتے رہو! ایک دن میں درجنوں بار ”کمر توڑ“ بیانات داغنے رہو! عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے ہر کمر اور داؤ آزما لو! ہر چند ماہ بعد نیا ”فیصلہ کن“ بنا لو لیکن اصل فیصلہ کرنے والی ذات کا ساتھ ہمیں میسر ہے..... ہم کمزور و بے بس سہی لیکن اُس کی رحمت و نصرت پر یقین رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُس کے ہاں تمہیں تہہ وبالا کرنے اور اس مفسد و باطل نظام کو بنیادوں سمیت الٹ دینے کا فیصلہ بہر حال ہو چکا ہے!

یہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کا قافلہ نہ تمہاری بم باریوں اور تمہارے آقاؤں کی ڈرون میزائل باریوں سے رُکنے والا ہے، نہ ہی تمہارے بڑبولے پن پر شاہد بیانات اور جھوٹے دعووں ہی سے تھمنے والا ہے..... اس قافلے کے راہیوں میں سے جس کی قسمت میں فی سبیل اللہ شہادت کا مقام حاصل کرنا لکھا ہے وہ اُسے حاصل کر کے رہے گا اور جس کی قسمت میں نصرو فتح کے مناظر دیکھنا لکھے ہیں، باذن اللہ ضرور بالضرور اپنے سر کی آنکھوں سے یہ مناظر دیکھے گا..... اور خاکی وردی والوں اور جمہوریوں میں سے ایک ایک کو گن گن کر ان کی کمین گاہوں اور عشرت کدوں سے نکال کر امت پر توڑے جانے والے ہر ظلم اور ہرزائی کی بدلہ لیا جائے گا، ان شاء اللہ! یہ ان مستضعف بندوں کا دعویٰ نہیں بلکہ ان کے القوی والعزیز رب کا وعدہ ہے! بس اس الہی وعدہ کے پورے ہونے کے دن تک صلیبی لشکروں کے صف اول کے اتحادی عیش و طرب کے مزے لے لیں..... بعد میں ان کا کوئی مکران کو کام دے سکے گا نہ ہی کوئی جبران کو بچا سکے گا!!!

☆☆☆☆☆

”مجرموں اور دشمنوں کے خلاف ہماری جنگ ایک یا دو دن کی جنگ نہیں۔ یہ جنگ تو باطل گمراہیوں کے خلاف عقیدہ توحید کی جنگ ہے، اور سب شیاطین کے خلاف سبیلِ ہدیٰ کی جنگ ہے، اور طاعوت کی راہ میں لڑنے والوں کے خلاف راہِ خدا میں لڑنے والوں کی جنگ ہے۔ پس یہ جنگ تو پوری زندگی پر محیط جنگ ہے۔“

نحن الذين بايعوا محمداً

على الجهاد مابقينا ابداً

ہم لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی

ہے کہ جب تک زندہ رہے، جہاد کرتے رہیں گے

شیخ مصطفیٰ ابو یزید شہید رحمہ اللہ

13 مارچ: صوبہ بلخ..... ضلع غلین..... فوجی سپلائی کا نوآئے پر مجاہدین کا حملہ..... 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک

اور پوری امت کے احیا کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ زمین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ مضبوط بنیاد مدینہ میں موجود سابقین الاولون انصار و مہاجر صحابہ تھے۔ اسی مضبوط بنیاد سے اسلام آگے پھیلنا شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا جزیرہ عرب مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا۔ پھر جب عراق، فارس اور روم کی فتوحات کے مراحل آئے، جب کبھی دعوتی ونود یا جنگی لشکر بھیجے گئے تو بنیاد کا کام دینے والے اسی مبارک طبقے سے قائدین ورہ نمائے گئے۔ قاضی بھی انہی میں سے نکلے، مفتی، سپہ سالار اور قائدین بھی انہی سے! یہ تربیت یافتہ حضرات ہی اس امت کا مرکز و محور اور اسلامی معاشرے کی روح ثابت ہوئے۔

یہی لوگ امت کی قوت کو دو چند کرنے، اس کے افراد میں بجلیاں بھرنے، دین کی سرحدات کو محفوظ کرنے اور محاذوں کو آباد رکھنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہی اپنی سرفروشی سے باقی سب کے جذبے جو ان کرتے ہیں ان میں سے کتنے ہی اپنے پاکیزہ ابو سے اسلام کی عمارت کو سیراب کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں اور جو پیچھے رہ جاتے ہیں وہ اس امت کو دین پر قائم رکھنے اور جہاد و قتال پر استقامت بخشنے کا باعث بنتے ہیں۔ پھر یہی وہ خوش بخت ہیں جن کو اللہ رب العزت زمین میں غلبہ و تمکین بخشنے ہیں اور انہیں اپنے دین کے نفاذ کی بھاری امانت تھماتے ہیں کیونکہ یہ ثابت کر چکے ہوتے ہیں کہ یہ اپنی ذاتی و اجتماعی زندگیوں میں احکامات الہی کے پابند اور شریعت کے امین ہیں، لہذا اللہ رب العزت زمین پر اپنے دین کے نفاذ کی مبارک امانت بھی انہی کے کندھوں پر ڈالتے ہیں انہی کو اس عظیم خدمت کے لیے جنتے ہیں!

☆☆☆☆☆

”مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح روتے اور بلباتے تھے جیسے کسی عورت کا چھوٹا بیٹا مر جائے تو وہ روتی ہے..... ان کے دل میں امت کا اتنا درد اٹھنے لگا اور راتوں کی نیند اڑ گئی، کروٹیں بدل بدل کر وقت گزرتے تھے۔ بیوی نے پوچھا آپ اتنے بے چین ہیں، آخر آپ کے ساتھ کیا قصہ ہے؟؟؟ انہوں نے کہا کہ مت پوچھو کہ میرے ساتھ کیا قصہ ہے؟ اگر میں تم کو بتا دوں تو پھر بے چین ہونے والا ایک نہیں رہے گا بلکہ دو ہو جائیں گے..... وہ امت کے لیے روتے، اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے کہ اے اللہ! کوئی تدبیر پیدا فرما دیجیے! پھر اس غم امت نے ان کی تدبیر کو چلا بخشی..... اور وہ تحریک شروع ہوئی جسے آپ اور ہم تبلیغی جماعت کے نام سے جانتے ہیں..... جس نے سارے عالم میں پاکیزہ دعوت کے ذریعے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں لوگوں کی زندگی بدلی! کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا!!!! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس راستے میں نکلنے کی، اپنی بھی اور دوسروں کی بھی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے!!!!“

احسن عزیز رحمہ اللہ

تو پھر یاد رکھیے! جھنگوئی جس طرح پہلے کبھی اعظم طارقؒ اور علی شیر حیدریؒ وغیرہ کی صورت میں زندہ رہا ہے اور ملک اسحاقؒ کی صورت میں جان نچھاور کر کے گیا ہے کل کسی اور کے سینے میں دھڑکتا محسوس ہوگا..... امی عائشہ کے محبوب شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جب تک زندہ ہیں ملک اسحاقؒ جیسے سپوت بھی زندہ ہیں..... بس تم خیر مناد! کہ وہ اللہ تمہاری دراز کی ہوئی رسی کو کب کھینچنے کا ارادہ کرتا ہے..... پھر کسی اگلے ملک اسحاقؒ کا ہاتھ ہوگا اور تمہاری شرگ!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: خلافت کن صفات کے حامل لوگوں کے ہاتھوں قائم ہوتی ہے؟

مجھے یہ حدیث کبھی پوری طرح سمجھ نہیں آئی تھی کہ: تم انسانوں کو ان سو (۱۰۰) اونٹوں کی طرح پاؤ گے جن میں سے سواری کا بوجھ اٹھانے کے قابل کوئی ایک اونٹ بھی نہیں ملتا یہاں تک کہ میں فلسطین اور افغانستان کے جہاد میں شریک ہوا اور اس حدیث کی عملی تشریح اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ واقعتاً سیکڑوں انسانوں میں سے محض چند رجال کا راور مٹھی بھر مریدان ہی برآمد ہوتے ہیں۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنی تمنا بیان کرے۔ تو ان میں سے ایک نے یہ تمنا کی کہ انہیں اتنا سونا مل جائے جس سے پورا گھر بھر جائے اور وہ اسے اللہ کے رستے میں خرچ کریں۔ جب کہ دوسرے صحابی نے یہ تمنا کی کہ انہیں اتنے غلام مل جائیں جن سے پورا گھر بھر جائے اور وہ انہیں اللہ کی راہ میں آزاد کریں۔ یوں ان میں سے ہر ایک نے اپنی تمنا بیان کی۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: اے امیر المومنین! آپ اپنی تمنا بھی بیان فرمائیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اتمنى ان يكون لى ملء هذا البيت مثل ابى عبيدة
”میری تمنا ہے کہ مجھے ابو عبیدہ جیسے اتنے رجال کا مل جائیں جن سے یہ پورا گھر بھر جائے۔“

[بغية الطالب فى تاريخ الحلب، لابن العديم]

(جب کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب تہذیب التہذیب کی آٹھویں جلد میں مذکور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ: اتمنى ان يكون لى رجال مثل عمير استعين بهم على امور المسلمين یعنی میری تمنا ہے کہ مجھے عمیر جیسے رجال کا مل جائیں جن سے میں مسلمانوں کے (اجتماعی) امور میں مدد لوں۔)

اسی سے تربیت یافتہ رجال کا رکی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ بلاشبہ تربیت کے مرحلے سے گزر کر تیار ہونے والی مضبوط بنیاد ہی آئندہ مراحل میں پورے دین کی اقامت

جہادِ شام کی موجودہ صورت حال

منصور خان

آزاد کردستان کسی بھی صورت میں قبول نہیں..... اس وجہ سے ترکی ان علاقوں میں کردوں کے خلاف داعش کی مدد کرتا رہا، لیکن کرد ملیشیا کی داعش کے خلاف حالیہ بڑی کامیابیوں نے اس علاقے کا نقشہ یکسر بدل دیا ہے..... کرد ملیشیا ایک طرف کوبانی اور دوسری طرف کامشلی سے پیش قدمی کرتی ہوئیں تل ابیش کے قریب آکر مل گئیں اور تل ابیش سے بھی داعش کو پسپا کر دیا..... اس پیش قدمی سے کردوں کے دوصوبے (کینونمنٹ) کوبانی اور جزیرہ آپس میں مل گئے اور آزاد کردستان کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ دور ہو گئی۔ اب کوئی دن جاتا ہے کہ کرد فرات کے کنارے واقع اہم دفاعی قصبہ سارین پر بھی قبضہ کر لیں کیونکہ آخری خبریں آنے تک اس قصبے کا کرد ملیشیا نے مکمل محاصرہ کر لیا تھا..... اس سارے عمل کے بعد کردوں کا خواب حلب کے شمال میں واقع آفرین کی کینونمنٹ کو اپنے علاقوں سے ملانا ہے، راستے میں بڑے اہم شہر واقعہ ہیں جن پر داعش کا مکمل قبضہ تو ہے لیکن امریکی جہازوں کے سائے میں کرد ملیشیا جس طرح آگے بڑھ رہی ہیں اور داعش کے جنگ جوؤں کا مورال جو روز بروز گرتا جا رہا ہے اس سب کو دیکھتے ہوئے صاف واضح ہے کہ کردان علاقوں پر بھی قبضہ کر لیں گے۔ لیکن ترکی نے کردوں کے ان علاقوں پر حملے سے پہلے خود داعش کے ٹھکانوں پر حملے شروع کر دیے ہیں اور بغرزون قائم کرنے کی تیاری شروع کر دی ہے..... ترکی حلب کے مزاحمت کاروں کو بھاری ہتھیاروں سے لیس کر کے ان علاقوں میں پیش قدمی کروائے گا، دوسری طرف امریکی طیاروں نے بھی جھٹہ النصرۃ کے حلب کے ٹھکانوں پر بم باری تیز کر دی ہے..... مطلب صاف واضح ہے کہ ان علاقوں سے اسلام پسندوں کا صفایا کیا جائے گا..... اس ساری صورت حال میں حلب شہر کو بشار کے بچنے سے چھڑانے میں مدد ملے گی..... داعش جو کہ حلب میں بشار قصاب کی حلیف ہے تو داعش کے پسپا ہونے سے بشار کی سپلائی لائن غیر محفوظ ہو جائے گی..... دوسرا پہلو مزاحمت کاروں کو اسلحہ اور سپورٹ ملی تو یقیناً اسے حلب کو روافض سے پاک کرنے میں استعمال کیا جائے گا..... ترکی لازماً حلب جیسے اہم اور بڑے صنعتی شہر کو اپنے حلقہ اثر میں لانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گا..... یہ وجہ ہے ترکی کی داعش پر بم باری کرنے کی!.....

حلب کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں پچھلے ایک ماہ میں مجاہدین اور مزاحمت کاروں نے روافض کے خلاف بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں..... اس سے پہلے روافض کی لڑائی حلب کے شمالی علاقوں میں شدید تھی لیکن یہاں مجاہدین جب بھی بشاری فوج پر حملہ

ارض شام کی لڑائی اگرچہ روافض کے لیے زیادہ سے زیادہ نقصانات اور صدموں کا باعث بن رہی ہے لیکن اب صورت حال سنجیدہ تر سے پیچیدہ تر بن رہی ہے..... نئی پیش رفت کے مطابق ترکی پہلی مرتبہ شام و عراق میں باقاعدہ طور پر داخل ہو کر لڑائی میں شامل ہو گیا ہے..... شام کے شمالی علاقوں میں ترکی ایک بغرزون بنانے کا ارادہ رکھتا ہے..... حلب کے قریب شمال سے لے کر دریائے فرات کے کنارے تک کے علاقے پر یہ بغرزون قائم کیے جانے کی اطلاعات ہیں..... اب ترکی ان علاقوں میں داعش کے ٹھکانوں پر بم باری کر رہا ہے، داعش کو ان علاقوں سے نکال کر یہاں شامی مزاحمت کاروں کو قبضہ دینے کا منصوبہ ہے..... دوسری طرف ترکی، عراق میں کرد عسکری تنظیم پی کے کے کے ٹھکانوں پر بھی لگا تار فضائی حملے کر رہا ہے..... بظاہر یہ سارا معاملہ ترکی اور طاغوتِ اعظم امریکہ کے درمیان سمجھوتے کا حصہ نظر آتا ہے۔ ترکی نے حال ہی میں امریکہ کو داعش کے خلاف اپنے دو فضائی اڈے استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن اس کے بدلے ترکی کو کیا ملے گا؟ امریکہ کو فضائی اڈے دینے کی اجازت کے ساتھ ہی ترکی نے داعش اور پی کے کے کے ٹھکانوں پر بم باری شروع کر دی..... ترکی اور امریکی سمجھوتہ کے خدوخال کچھ اس طرح دکھائی دیتے ہیں کہ ”تم ہمیں داعش کے خلاف بم باری میں مدد اور بدلے میں تم پی کے کے کے ساتھ جو مرضی سلوک کرو“.....

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پی کے کے کے کے علاوہ باقی کرد سیاسی و مزاحمتی تنظیمیں جن کے آج کل امریکہ سے اچھے تعلقات ہیں وہ بھی ترکی کی طرف سے پی کے کے کے پر بم باری کے معاملے میں حیران کن طور پر سرد اور خاموش احتجاج تک ہی محدود نظر آتی ہیں۔ کرد رہنما مسعود بارزانی بھی بم باری کے باوجود مذاکرات کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ہی نظر آ رہا ہے..... اس سب سے تو واضح ہے کہ پی کے کے کے کے پر بم باری کے معاملہ پر ان کو بھی امریکہ کی طرف سے خاموش رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ یہ تو تھا پی کے کے کے پر بم باری کا معاملہ، لیکن داعش پر ترکی بم باری کیوں؟ یہ وجہ بھی بہت اہم ہے..... ترک حکومت اور کردوں میں کردستان کے مسئلہ پر بہت پرانی کشیدگی پائی جاتی ہے..... ترکی حالیہ شام کی لڑائی میں کردوں کے خلاف داعش کی محدود مدد کر کے ان دونوں فریقوں کی لڑائی میں اپنا فائدہ ڈھونڈتا رہا..... دوسری طرف امریکی دباؤ کے زیر اثر ترکی کوبانی میں کردوں کی کسی نہ کسی شکل میں مدد پر مجبور تھا لیکن دل سے ترکی کبھی بھی آزاد کردستان کی حمایت نہیں کرتا..... اس بات کا اظہار ترکی کے موجودہ وزیر اعظم نے بھی کیا اور کہا کہ ہمیں

کرتے ہیں تو داعش کے جنگ جوالٹا مجاہدین پر حملے شروع کر دیتے ہیں..... اس لیے تمام مجاہدین جماعتوں اور مزاحمت کاروں نے اس بار حلب کے مغربی حصے کو آزاد کرانے کے لیے لڑائی کا آغاز کیا کیونکہ یہاں پر داعش کی طرف سے حملے کرنے کا بظاہر کوئی خطرہ نہیں! مجاہدین اور مزاحمت کاروں نے یہاں الراشدین بمیرون اور الخالدیہ کے ضلع کے بڑے حصے سے بشاری ملیشیا کو مار بھگا یا..... بشاری فوج کا ان لڑائیوں میں بڑا جانی و مالی نقصان ہوا..... مجاہدین نے حلب میں ملٹری ریسرچ سینٹر پر بھی قبضہ کر لیا جو کہ بیرل بم بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے..... اس سب کے باوجود مغربی طرف سے حلب کا مکمل آزاد ہو جانا از حد مشکل ہے کیونکہ بشاری فوج حلب میں بہت مضبوط ہے، بشار اس شہر کی اہمیت سے واقف ہے اور وہ آسانی سے شہر پر قبضہ نہیں ہونے دے گا۔ حلب میں بشاری فوج کو شکست دینے کے لیے شمال کی طرف سے بشاری فوج کی سپلائی کا ٹنا ضروری ہے اس سے یہ محاصرے میں آجائیں گے اور زیادہ مزاحمت نہیں کر سکیں گے لیکن بشاری فوج کی اس واحد سپلائی لائن پر داعش کا پہرہ ہے اور داعش کے لوگ بشار کی سپلائی لائن کاٹ کر حلب کے عوام کو مرنے سے بچانے کی بجائے الٹا مجاہدین پر بم باری اور خودکش حملے کرنے میں مصروف ہیں، پچھلے تین ہفتوں میں داعش نے مجاہدین پر ۷ خودکش بم دھماکے کیے ہیں دوسری طرف بشاری جنگی طیاروں کی بم باری بھی صرف مجاہدین کے ٹھکانوں پر کی جاتی ہے..... بہر حال حلب کے مغربی علاقوں خصوصاً الخالدیہ میں شدید لڑائی جاری ہے.....

اس ماہ شام کی اہم اور شدید ترین لڑائی زابدانی کی لڑائی ہے جو کہ اب بھی جاری ہے..... زابدانی کے مجاہدین نے اپنے لبو سے بہادری کی وہ داستان رقم کی ہے کہ اگر جہاد شام پر کبھی کسی نے کوئی کتاب لکھی تو زابدانی کی لڑائی کا ایک الگ اور مستقبل باب ضرور بننا چاہیے! زابدانی کا قصبہ القطیرہ کی پہاڑیوں کے قدموں میں واقع ہے..... تقریباً ۲۵ دن قبل اس قصبے پر لبنانی حزب الشیطان ملیشیا نے بشاری فوج اور فضائیہ کی مدد سے مل کر بہت بڑی تعداد اور بھاری ہتھیاروں سے لیس ہو کر حملہ کیا جب کہ شہر میں مجاہدین کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ تھی..... تقریباً تمام تجزیہ نگار اور جہادی امور کے ماہر اس یقین کا اظہار کر رہے تھے کہ زابدانی پر اتنا بڑا حملہ مجاہدین روک نہیں سکتے اور زیادہ سے زیادہ ۳، ۴ دنوں میں مجاہدین پسپا ہو کر نکل جائیں گے اور روافض اس اہم دفاعی قصبے پر قابض ہو جائیں گے..... لیکن سب کی توقعات کے برعکس مجاہدین آج ۲۵ دن سے قصبے پر جتے ہوئے ہیں بلکہ شامی لڑائیوں میں سب سے زیادہ جانی نقصان حزب الشیطان کو زابدانی میں ہی پہنچا رہے ہیں..... قصبے پر اب تک تقریباً ۱۰۰ بیرل بم گرائے جا چکے ہیں جس سے آدھے سے زیادہ قصبہ لمبے کا ڈھیر بن گیا ہے لیکن روافض ابھی تک اس پر قبضہ نہیں کر سکے! اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے ساتھ مدد کی یہ وہ عجیب نظائر ہیں جو دنیا کی نظروں سے اوجھل لیکن مجاہدین کے عام مشاہدے کا معمول ہیں!

زابدانی کی اہمیت دو وجوہات کی بنیاد پر ہے..... ایک تو یہ کہ یہ لبنانی سرحد کے بالکل قریب ہے اور مجاہدین کی یہاں موجودگی لبنان میں شیعہ حزب الشیطان کے لیے براہ راست خطرہ ہے، اور دوسری زابدانی ایران کی طرف سے براستہ شام حزب الشیطان کی مدد کا ایک اہم اڈہ ہوا کرتا تھا..... دوسری وجہ یہ ہے کہ زابدانی سے ۹ کلومیٹر دور وادی برادہ میں عین الفجر کے نام سے پانی کا ایک بڑا چشمہ ہے، دمشق اور اس کے نواح میں پانی ہمیں سے آتا ہے..... مزاحمت کاروں نے وادی برادہ اور عین الفجر کو فروری ۲۰۱۲ء میں بشار سے چھین لیا تھا اور اس کے بعد دمشق کا پانی بند کر دیا گیا..... اس کے بعد مزاحمت کاروں اور بشار میں پانی کے چشمے کے حوالے سے ایک سمجھوتہ ہوا جس کے مطابق یہ چشمہ مزاحمت کاروں کے کنٹرول میں رہے گا اور بدلے میں بشار ان مزاحمت کاروں پر بم باری نہیں کرے گا، لیکن یہ کمزور سمجھوتہ ماضی میں ۳ بار ٹوٹ چکا ہے..... ۳ دفعہ مزاحمت کاروں نے دمشق کا پانی بند کر کے بشاری فوج کو وادی برادہ پر بم باری روکنے پر مجبور کیا، آخری دفعہ یہ پانی نومبر ۲۰۱۳ء میں ۴ دن کے لیے بند کیا گیا تھا.....

زابدانی پر روافض کے قبضے سے اس کے بعد وادی برادہ کا علاقہ بھی بشاری فوج کے سیدھا نشانہ پر آجائے گا..... اسی وجہ سے روافض اس وقت زابدانی کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کی کوشش کر رہے ہیں تو مجاہدین جو کہ قصبے کے اندر قصبہ کا دفاع کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وادی برادہ کے مزاحمت کار بھی باہر سے محاصرے کے مشرقی بازو پر حملے کر رہے ہیں تاکہ زابدانی کے محاصرے کو توڑا جائے اور اسے روافض کے قبضے میں جانے سے بچایا جائے۔ زابدانی کی لڑائی میں امید سے زیادہ مزاحمت اور بھاری جانی نقصانات پر روافض بری طرح جھنجھلاہٹ کا شکار ہیں..... لبنانی فوج کے ایک اہل کار نے نام صیغہ راز میں رکھنے کی شرط پر اور سنٹی وی کو بتایا کہ زابدانی کی لڑائی شروع ہونے سے ایک ہفتہ پہلے ایک ایرانی انقلابی کارڈ کا مکمل یونٹ زابدانی کے قریبی علاقے بیکا میں آچکا تھا، اس کی آمد کا مقصد زابدانی کی لڑائی کی کمان کرنا ہے..... یہ یونٹ حزب الشیطان ملیشیا، شامی سرکاری فوج اور ایرانی الذوالفقار بریگیڈ کے درمیان ہم آہنگی و انٹیلی جنس شیئرنگ کا کردار بھی ادا کرے گا..... لبنانی عسکری اہل کار نے مزید بتایا ہے کہ ایرانی قیادت حزب الشیطان کی قلموں کے پہاڑوں میں ہونے والی لڑائی میں ناکامی اور اس کے بعد زابدانی جیسے اہم قصبے پر امید کے برعکس فوری قبضہ نہ ہونے اور لگاتار بڑے جانی نقصانات کی وجہ سے حزب الشیطان سے سخت نالاں ہے..... اور اس وقت ایران کی قیادت روس سے شام کی صورت حال کے حوالے سے مزید مدد مانگ رہی ہے.....

اس وقت لبنان کے اس مشرقی پہاڑی علاقے میں ہونے والی لڑائیوں کی مانیٹرنگ کرنے کے لیے تقریباً ۷ ایرانی موجود ہیں جن میں عسکری کمانڈر، لیڈر اور عسکری ماہرین شامل ہیں..... اس سب کا مقصد لبنان کے قریب واقع اس پہاڑی سلسلے کو

17 مارچ: صوبہ ہلمند..... ضلع نوزاد..... مجاہدین کے حملے..... فوجی مرکز اور 5 چوکیاں فتح..... 20 اہل کار ہلاک

مجاہدین سے پاک کر کے اپنے قبضے کو دارالحکومت دمشق تک بڑھایا جائے تاکہ ایرانی حمایت یافتہ ملیشیا حزب الشیطان کے گھر لبنان اور بشار کے ٹھکانے دمشق میں براہ راست زمینی راستہ دوبارہ قائم ہو جائے۔۔۔۔۔ دفاعی لحاظ سے یہ روافض کی بہت بڑی کامیابی ہوگی لیکن مجاہدین اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُسی کے احسان کی بدولت اُن کے اس منصوبے کی راہ میں ایک ناقابل شکست رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ قلموں کی لڑائی اور اس کے بعد زائدانی کی لڑائی میں حزب الشیطان کے جانی نقصانات روافض کی برداشت سے باہر ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ صرف آج ۲۷ جولائی ہی کی خبروں کے مطابق مجاہدین نے حزب الشیطان کے جنگ جوؤں سے بھرے ٹرک کو بارودی سرنگ دھماکے سے اڑا دیا جس سے ۲ درجن سے زیادہ رافضی جنگ جو ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ کل یعنی ۲۶ جولائی کی اطلاعات کے مطابق حزب الشیطان کے ۱۹ جنگ جو مجاہدین کے حملوں میں زائدانی میں مردار ہوئے تھے۔۔۔۔۔ لبنانی عسکری اہل کار نے زائدانی کے پاس ہونے والی لڑائی میں ایرانی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی بھی تصدیق کی، جس میں ایرانی نیشنل گارڈ کا ایک کرنل کریم گوبش بھی ہلاک ہوا ہے۔۔۔۔۔ اس وقت اس علاقے میں صرف حزب الشیطان کے ۵ ہزار جنگ جو تعینات ہیں، جب کہ افغانستان اور عراق سے تعلق رکھنے والے جنگ جو ملیشیا بھی موجود ہیں جن کے جنگ جوؤں کی تعداد یکڑوں میں ہے۔۔۔۔۔

لبنانی اہل کار کے مطابق حزب الشیطان اب اس لڑائی میں لبنانی فوج کو ملوث کر کے مدد حاصل کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔ اس کے لیے حزب الشیطان نے لبنان کے گاؤں ارسل [جہاں شامی پناہ گزین رہتے ہیں] میں قتل عام کا منصوبہ بنایا تاکہ ان سنی مسلمانوں کے قتل کے جواب میں مجاہدین لبنان کے اندر داخل ہوں اور لبنانی فوج سے ان کی لڑائی ہو۔۔۔۔۔ اس طرح حزب الشیطان خود مجاہدین سے لڑنے سے بچ جاتی اور دور سے بیٹھ کر تماشہ دیکھتی لیکن لبنانی فوج نے بروقت اطلاع ملنے پر حزب الشیطان کے اس منصوبے کو ناکام بنا دیا۔۔۔۔۔ الحمد للہ مجاہدین کی بہادری اور شجاعت ان کافروں کے دلوں میں ایسی بیٹھی ہے کہ یہ خود مقابلہ کرنے سے گھبراتے ہیں اور ایک دوسرے کو جنگ میں آگے کرتے ہیں۔۔۔۔۔

گزشتہ ماہ کے مضمون میں تذکرہ کیا گیا تھا کہ حکمہ میں داعش شہر کے کافی بڑے علاقے پر قابض ہو گئی ہے اور بشاری فوج کو شہر کے ایک مختصر سے رقبے میں محدود کر دیا ہے۔۔۔۔۔ اس دوران میں کرد ملیشیا اس لڑائی کو دور سے دیکھ رہی تھیں، ہمارا تجزیہ تھا کہ کرد ملیشیا ان دو فریقوں کی لڑائی میں لازماً پنا فائدہ اٹھانے آگے آئے گی۔۔۔۔۔ لہذا حکمہ میں بالکل یہی ہوا ہے، داعش کے جنگ جو جس وقت شہر میں بشاری فوج کا محاصرہ کر کے ان کو آہستہ آہستہ جانی نقصان و پسپائی پہنچا رہے تھے اس دوران میں کرد ملیشیا نے حکمہ شہر کا محاصرہ کر لیا اور داعش کے جنگ جوؤں کی ساری سپلائی لائنز کاٹ کر ان کو محصور

کر لیا۔۔۔۔۔ اب تک کی آمدہ آزاد اطلاعات کے مطابق حکمہ میں داعش کو بہت جانی نقصانات ہوئے ہیں اور شامی ہیومن رائٹس کے مطابق تقریباً ۳۰۰ داعشی جنگ جوؤں کی کردوں کے ہاتھوں ہلاکت کی تصدیق ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ حکمہ شہر کے بہت تھوڑے علاقے میں داعش بچی ہے اور حالات یہی رہے تو کچھ دنوں میں شہر مکمل طور پر داعش سے پاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ یہ طور قلم بند کرتے ہوئے ہی خبر آئی کہ شمالی شام میں داعش کے سب سے بڑے فوجی مرکز سارین پر برکان الفرات [کرد ملیشیا اور جیش الحر کی ایک جماعت کا اتحاد] نے مکمل طور پر قبضہ کر لیا ہے۔۔۔۔۔ سارین دفاعی لحاظ سے بہت اہم جگہ پر ہے، یہ کو بانی، الرقہ اور جرابلس کے درمیان دریائے فرات کے کنارے واقع ہے، اس پر کردوں کے قبضے سے داعش کے مرمومہ ”مرکز خلافت“ الرقہ اور جرابلس دونوں کا راستہ کھل گیا ہے۔۔۔۔۔ لیکن ترکی کی مداخلت کے بعد اب غالب امکان یہی ہے کہ کرد الرقہ کی طرف پیش قدمی کریں گے، کردوں کے خلاف ہر محاذ پر داعش کو ناکامیوں کا سامنا ہے۔۔۔۔۔

درعا کے علاقے کی صورت حال میں پچھلے ماہ کے بعد زیادہ تبدیلی نہیں آئی، مجاہدین اور مزاحمت کاروں نے کچھ مقامات پر پیش قدمی کی ہے۔۔۔۔۔ پچھلے ماہ درعا کے شہر کو آزاد کروانے کی کارروائی کا آغاز کیا گیا تھا جس میں شروع میں کافی کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی لیکن شہر کے تقریباً نصف کو آزاد کروانے کے بعد مزید پیش قدمی نہ ہو سکی اور کچھ انتظامی اختلافات کے باعث کارروائی روک دی گئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اب حالیہ اطلاعات ہیں کہ درعا کی کارروائی دوبارہ شروع کر دی گئی ہے اور بشاری فوج تین اطراف سے گھیرے میں آئی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اس محاذ کی مزید تفصیلات حاصل نہ ہو سکیں کیونکہ لڑائی کے دوران میں مجاہدین دفاعی نقطہ نظر سے اپنی پوزیشنز کی اطلاع خفیہ رکھتے ہیں۔۔۔۔۔

پچھلے ماہ پامیر شہر میں بشاری فوج کو شکست دے کر داعش نے شہر پر مکمل قبضہ کر لیا تھا، اس کے بعد اطراف کی گیس فیلڈز بھی داعش کے قبضے میں آ گئیں تھیں اب بشاری فوج اس شہر کو داعش سے واپس لینے کے لیے دوبارہ آگئی ہے اور دوسری طرف داعش اس لڑائی کو پھیلانے کے لیے محص کی جانب پیش قدمی کر رہی ہے اور T4 نامی ایک بڑے ملٹری بیس کے قریب پہنچ گئی ہے لیکن بشاری فوج اپنے توانائی کے بحران کی وجہ سے اپنی ساری توجہ پامیر کو واپس لینے کے لیے لگاتی نظر آتی ہے۔۔۔۔۔ بہر حال چند ایک جھڑپوں کے علاوہ بڑی لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی اور دونوں اطراف لڑائی کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔۔۔۔۔

ادلب کے پیش تر مقامات کو بشار سے آزاد کرانے کے بعد صرف کچھ علاقے ہی بشاری شکستے میں بچے تھے۔۔۔۔۔ بشار ادلب میں علاقے واپس لینے کے لیے بہت زور لگا رہا ہے اور اندھا دھند ہم باری کیے ہوئے ہے اس کے باوجود مجاہدین بشاری فوج کو اس کے مقبوضہ علاقوں سے پیچھے دھکیل کر عین الحما، صفا فہ اور نورویہ پر قابض ہو گئے ہیں جب

بقیہ: گھر جلانا ہی کیا ضروری ہے

ٹیچر بہت دکھی ہو رہی تھیں کہ ”ایک عورت سے چکر کی وجہ سے اتنے لوگ جان سے گئے“..... یہ ۱۱/۹ کے بعد کی چکرائی ہوئی نئی نسل کے استاد ہیں! اسی طرح کی ایک اور ٹیچر نے اقبال کے شہرہ آفاق شعر

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجاز میں

کو بھی عشق مجازی کے پیرائے میں بیان کرنے کی جاہلانہ جسارت فرمائی کہ اقبالؒ اپنی محبوبہ کا منتظر تھا! امریکہ نے کھریوں ڈالر اس جنگ میں جھونک کر پاکستان کی فکری بربادی ضرور کمالی ہے..... انٹیلی پاکستان کو خواجہ سرا بنا ڈالا ہے..... برامانے سے پہلے ان دو اساتذہ کے ذہنی افلاس پر غور فرما لیجیے گا! ایسے میں ایک نیم دلا نہ غیر حقیقی، وفانہ ہونے والا ایک اور وعدہ وفاقی حکومت نے کر ڈالا ہے..... تین ماہ میں تمام وفاقی اداروں میں اردو زبان لاگو کرنے کا ۷۳ء کے آئین میں ۱۵ سال دیے گئے تھے مگر کاروبار زبان کے طور پر اردو رائج کرنے کے لیے..... ۱۵ سال آج تک پورے نہ ہو سکے، بیالیس سال بیت چکے! اتنے سالوں میں ہم نے جو زبان کمائی وہ بھی ایک شاہ کار ہے..... نہ اردو رہی نہ انگریزی! غلط اردو اور غلط انگریزی کا عجیب ملغوبہ! ایک طالبہ نے فون پر گفتگو کرتے ہوئے اتنی روانی سے مکمل غلط انگریزی بولی کہ ہم اس کے اعتماد اور روانی فراوانی پر مبہوت ہو کر رہ گئے! یہی حال اردو کا ہے..... لکھنے میں اغلاط کا عالم ہی نہ پوچھئے..... دیہاتوں تک میں ذریعہ تعلیم انگریزی ہو چکا..... (ان کی ناخواندگی بڑھانے کا ایک اور سامان!)..... نظام تعلیم بدلے بغیر آپ زبانی انقلاب تو لا سکتے ہیں تاہم اردو زبان کی یتیمی و بے سیری دور کرنا ممکن نہیں..... انگریزی زبان خود ایک ایگزیکٹ ڈگری کا درجہ رکھتی ہے! ریحام خان کی فر فر انگریزی کے بعد انہیں اور کس ڈگری کی ضرورت ہے؟ ہمارے ہاں قیادت کے منصب کے لیے بھی گیٹ اپ اور زبان کا انگریزی ہونا ہم ترین ہے..... یادش بخیر! جب امریکی صدر بل کلنٹن بے پناہ نخوت کے ساتھ پاکستان وارد ہوا تو اس وقت صدر صاحب باریش (سابق جج) رفیق تارڑ تھے..... کلنٹن کی اخلاقی شہرت کو مونیکا لیسکی وائرس ڈس چکا تھا..... پھر بھی ہمارے ہاں گھگھکیائے ہوؤں کی کمی نہ تھی کہ وہ گورے صدر (کالے لڑکھوؤں والے) کے سامنے تارڑ صاحب کے ڈاڑھی شیروانی کے ساتھ پیش ہونے پر نہایت شرمسار تھے! افغانوں نے امریکہ کو پشتو میں ناکوں پنے چبوا دیے..... ادھر ہم انگریزی فر فر بولتے، نائی سوٹ کسے، ایٹم بم فعل میں دابے کسپری کا شاہ کار ہیں! لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ!

گھر کی تاریکیاں مٹانے کو

گھر جلانا ہی کیا ضروری ہے؟

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

کہ کفیر اور قرقور کے کچھ علاقوں کو بھی آزاد کرایا گیا ہے..... لڑائی کا محور اس وقت تل خطاب ہے جس کو کئی مرتبہ بشار سے چھینا گیا لیکن شدید بم باری کی وجہ سے مجاہدین کو یہاں سے پسپا ہونا پڑا..... ادلب کے تقریباً وسط میں فوج اور کفریہ کے شیعہ اکثریتی علاقے ہیں جو کہ مکمل طور پر مجاہدین کے محاصرے میں ہیں..... دور دور تک بھی بشار کی طرف سے مدد آنے کا امکان نہیں، مصدقہ اطلاعات کے مطابق ان دو قصبوں میں ۴ ہزار شیعہ فوجی اور حزب الشیطان کے جنگ جو موجود ہیں جو کہ مجاہدین کے درمیان پھنسے ہوئے ہیں..... زابدانی پر بشاری طیاروں کی بم باری کے جواب میں مجاہدین نے ان علاقوں پر بم باری شروع کر دی ہے..... شیعہ علاقوں اور وہاں محصور بشاری فوج و ملیشیا پر بم باری سے شیعہ علوی حلقوں میں بہت تکلیف محسوس کی گئی اور دمشق میں علوی مظاہرین نے بشار کے خلاف ان علاقوں کو مدد نہ بھیجنے پر زبردست احتجاج کیا..... مظاہرین آپے سے باہر ہو گئے اور ان پر تشدد مظاہروں میں بشاری حکومت کا ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ ۴ زخمی ہو گئے..... غور کرنے کا مقام ہے کہ بشار قضا نے ہزاروں لاکھوں بم گرا کر لاکھوں اہل سنت شہید اور زخمی کیے لیکن علویوں کے سر پر جون تک نہ رہی اب مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور وہ شیعوں کی افواج کو گھیر گھر کر مار رہے ہیں تو یہ علوی درد سے کیسے پھڑ پھڑا رہے ہیں..... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو ذلیل سے ذلیل تر کرے اور عبرت ناک موت دے، آمین۔

جیش الفتح کی گزشتہ ماہ بڑی کارروائیاں ہوئیں لیکن اس ماہ ان کی زیادہ توجہ مفتوحہ علاقے کو منظم کرنے کی طرف رہی..... ادلب میں رمضان المبارک کے دوران میں داعش کی طرف سے مساجد میں عام مسلمانوں اور مجاہدین پر خودکش حملے کیے جاتے رہے بلکہ عید کے پڑوسرت موقع پر بھی ان خوارج الجہد نے ایک مسجد میں بم نصب کرنے کی کوشش کی لیکن ان کے دو افراد کو پکڑ لیا گیا..... اس کے بعد داعش کے خفیہ ٹھکانوں پر چھاپے مار کر ان کے سازشی عناصر کو گرفتار کر لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان فتنہ پرور لوگوں کو ہدایت دے اور اگر ہدایت ان کی قسمت میں نہیں تو ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں دردناک عذاب و ذلت سے دوچار کرے، آمین۔

ادلب میں بشار کی صفائی کے بعد اب اندازے کے مطابق مجاہدین اگلے محاذ وسطی شام میں حما اور حمص میں کھولیں گے..... اور جیش الفتح کی یہ حالیہ وقتی خاموشی اسی لڑائی کی تیاری کی طرف اشارہ کرتی ہے..... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حق کو باطل پر کامل غلبہ عطا فرمادے اور شام و افغانستان دونوں بابرکت سرزمینوں میں شریعت کا مکمل نفاذ ہو جائے اور یہیں سے اسلامی لشکر نکل کر باقی زمینوں کو نظام شریعت سے دوبارہ روشناس کروائیں، آمین!

19 مارچ: صوبہ لوگر..... ضلع چرخ..... مجاہدین کی دن بھر جاری رہنے والی عملیات..... 9 فوجی ہلاک

ضرورت ہے.....

بدخشاں سے وہ جب لوٹا
شہر میں دوستوں سے یہ کہا اُس نے
”دہائی ہے، دہائی ہے.....
لہو میں ترصلیوں کی!

محاذوں کو ضرورت ہے طبیبوں کی!“
یہ سُن کر اک مسیحا نے
دوا دارو، مرہم پٹی کے کچھ اسباب
کچھ آ لے جراحت کے

سجا کے اپنے بستے میں
شکستہ حال رہبر سے کہا
رستہ کہاں پر ہے؟

طبيب بے خبریوں ایک دن چھپتا چھپاتا
جب محاذ شوق پر پہنچا!

وہاں دیکھا تو یہ دنیا ہی کوئی اور تھی گویا!
کوئی زخموں سے چو راچو ر

مشغول عبادت تھا

کوئی امکاں کے تنکے جوڑ کر

محورِ ریاضت تھا

شکستہ بازوؤں کو تھام کر

شکر کا اظہار کرتا تھا

کوئی مصنوعی پاؤں باندھ کر بھی

خدمتِ انصار کرتا تھا!

کوئی آنکھیں گنوا کر
غیرتِ ایمان کے نغمے سناتا تھا
بھلا کر اپنے زخموں کو
کوئی اکرامِ مہماں کے لیے
قہوہ بناتا تھا!

نئی دنیا!..... جہاں پر چوٹ اور زخموں کے معنی
اور ہی کچھ تھے

طبيبِ باخبر نے تب

پلٹ کر شہر میں سب دوستوں کو

خط میں یہ لکھا.....

دہائی ہے، دہائی ہے

”طبيبوں کو ضرورت ہے محاذوں کی!“

احسن عزیز شہیدؒ

شہادتِ رتبہ اولیٰ محبت کے قرینوں میں!

”شہادت کا صلہ اتنا عظیم الشان ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جنت میں رہنے والوں میں کوئی ایسا نہیں جو دوبارہ دنیا میں آنا چاہے سوائے شہید کے! وہ شہادت کا صلہ دیکھ کر تمنا کرے گا کہ میں دوبارہ دنیا میں جاؤں اور پھر شہید ہوں، پھر جاؤں اور پھر شہید ہوں..... خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل فرماتے ہیں ”لو ددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل“ [میں تمنا کرتا ہوں کہ میں راہِ خدا میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں] صاحبو! شہادت میں کچھ تو لذت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس کی تمنا فرماتے ہیں۔ آہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر کیا گزرتی ہوگی جو یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر آئی، ورنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ضابط تھے..... شہید جب جان دینے کے لیے بڑھتا ہے تو زبانِ حال سے حق تعالیٰ کی جناب میں یوں کہتا ہے:

مجرمِ عشق تو امی کشند و غوغائیست

تو نیز بر سرِ بامِ آخوش تماشا نیست

”تیرے عشق کے جرم میں مجھے قتل کرتے ہیں، فریاد تو خود بھی تو چھت پر آ کر دیکھ کہ کتنا اچھا تماشا ہے“
یعنی وہ محبوبِ حقیقی سے عرض کرتا ہے کہ لوگ آپ کے عشق کے جرم میں مجھے قتل کر رہے ہیں..... ذرا آپ بھی ایک نظریہ تماشا دیکھ لیجیے..... پھر چونکہ مسلمان کو یقین ہے کہ حق تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو محبوب کے سامنے اس کے نام پر جان دینے کی اسے کیا کچھ لذت آتی ہوگی، اس کو وہی جان سکتا ہے!“۔

[حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، خطباتِ حکیم الامت جلد ۹، صفحہ ۷۰، ۷۱]